تبلیغ ۱۳۵۲ ہش

فروری ۱۹۷۳ء

ایڈیٹر عبدالباسط شاہد

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ۸۸۰ گز کی دوڑ میں اول "ورد" نامی گھوڑے کو پیار کر رہے ہیں
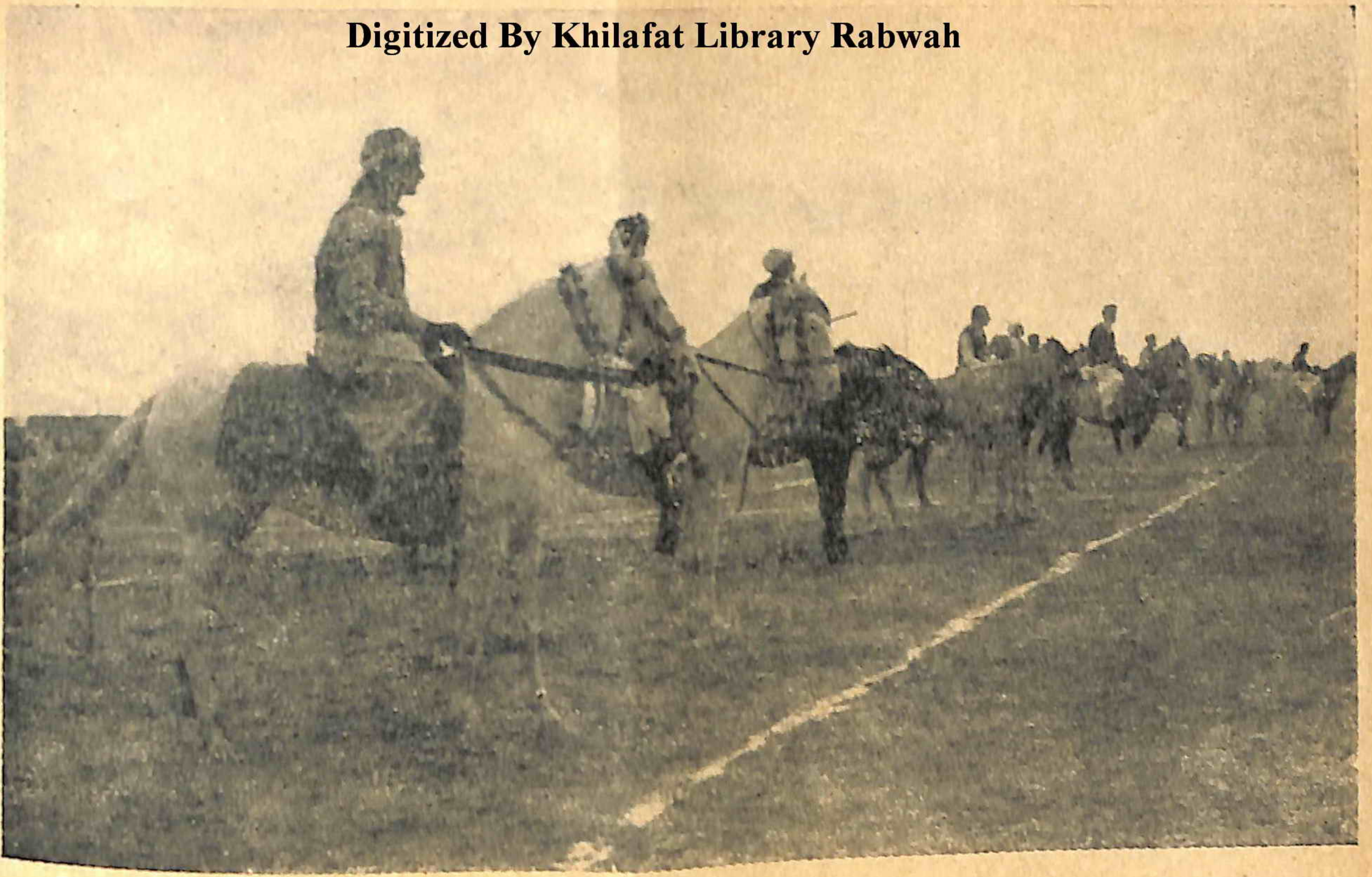
مقابلہ میں حصہ لینے کے لئے سوار اور گھوڑے تیار کھڑے ہیں

گھوڑ دوڑ کے مقابلہ کے اختتام پر محترم چوہدری حمید اللہ صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ رپورٹ پیش کر رہے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اِسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ترجمان

"تیری عاجزانہ راہیں اس کو پسند آئیں"

(الہام المسیح الموعودؑ)

"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی"

(المصلح الموعودؓ)

ماہنامہ خالد ربوہ

جلد ۱۹	تبلیغ ۱۳۵۲ھش	شمارہ ۴

فروری ۱۹۷۳ء

(ایڈیٹر)

عبدالباسط شاہد

فہرست

پبلشر:- محمد شفیق قیصر

مطبع:- ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقام اشاعت:- دفتر ماہنامہ "خالد"

دار الصدر جنوبی ربوہ

زندگی بخش پیشگوئی — مصلح موعودؓ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام پیشگوئی مصلح موعود کی شان و عظمت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"یہ صرف پیشگوئی ہی نہیں بلکہ ایک عظیم الشان نشان آسمانی ہے جس کو خدائے کریم جلشانہ نے ہمارے نبی کریم رؤف و رحیم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت و عظمت ظاہر کرنے کے لئے ظاہر فرمایا ہے اور درحقیقت یہ نشان ایک مردہ کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ اعلیٰ و اولیٰ و اکمل و افضل و اتم ہے کیونکہ مردہ کے زندہ کرنے کی حقیقت یہی ہے کہ جناب الٰہی میں دعا کر کے ایک روح واپس منگوایا جاوے..... جس کے ثبوت میں معترضین کو بہت سی کلام ہے۔ مگر اس جگہ بفضلہ تعالیٰ و احسانہ و ببرکت حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم خداوند کریم نے اس عاجز کی دعا کو قبول کر کے ایسی بابرکت روح بھیجنے کا وعدہ فرمایا جس کی ظاہری و باطنی برکتیں تمام زمین پر پھیلیں گی۔ سو اگرچہ بظاہر یہ نشان احیاء موتی کے برابر معلوم ہوتا ہے مگر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ یہ نشان مردوں کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ بہتر ہے۔ مردوں کی بھی روح ہی دعا سے واپس آتی ہے اور اس جگہ بھی دعا سے ایک روح ہی منگوائی گئی ہے مگر ان روحوں اور اس روح میں لاکھوں کوسوں کا فرق ہے۔"

(اشتہار ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء)

اداریہ

بے لوث خدمت ـــ نیک نمونہ

خدا تعالیٰ کے برگزیدہ انبیاء و صلحاء کی زندگیاں اور اُن کا طریق کار یہی نوع انسان کی بے لوث خدمت ہے۔ مذاہب کی تاریخ میں کسی نبی کے متعلق اس کے دعویٰ سے قبل کسی بڑے سے بڑے مخالف کو بھی یہ کہنے کی جرأت نہیں ہوئی کہ اس کی مصلحانہ کوششیں دنیوی طمع و لالچ کی وجہ سے ہیں۔ قرآن مجید میں بھی انبیاء کی تحریک کا یہ طرۂ امتیاز بیان کیا گیا ہے۔ خود سید الانبیاء سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرمایا کہ :۔

وَمَا تَسْئَلُهُمْ مِنْ اَجْرٍ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝

کہ آپ کسی بھی دنیوی اجر کے خواہاں نہیں ہیں بلکہ آپ تو تمام جہانوں کو شرف و منزلت بخشنے کے لئے اُن کے سامنے اپنی تعلیمات پیش کر رہے ہیں۔

نیک نمونہ ایک دوسرا نمایاں وصف ہے جو انبیاء کی دعوت و تبلیغ میں نظر آتا ہے۔ وہ تعلیم جو خدا تعالیٰ کی طرف سے اُنہیں ملتی ہے اور جس کی طرف وہ خدا کی مخلوق کو از راہ ہمدردی و غمگساری بلاتے ہیں خود سب سے پہلے اور سب سے بڑھ کر اُس پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔ ان کی زندگیوں میں ان اوصاف اور خوبیوں کی وجہ سے ایک معجزانہ مقناطیسی کشش پیدا ہو جاتی ہے اور ان کو دیکھنے والے اور ان سے ملنے والے کسی بھی اَور دلیل سے زیادہ ان نمایاں اوصافِ حمیدہ کی وجہ سے ان کے گرویدہ ہو جاتے اور اُن کے مقاصد کے لئے ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار رہتے ہیں۔

ہر احمدی اِن اوصاف سے متّصف ہو کر اپنی دُنیا اور عاقبت کو بہتر بنانے کے ساتھ ساتھ سیاسی و مذہبی طالع آزماؤں کے پنجۂ استبداد میں جکڑے ہوئے مظلوم انسانوں کی بہترین خدمات سرانجام دے سکتا ہے۔ واللہ الموفّق ۔

درس الحدیث

فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ

صحابہ کرامؓ کی زندگیوں میں اس کے عملی نمونے!

مندرجہ ذیل مقالہ مکرم مولینا غلام باری صاحب سیف پروفیسر جامعہ احمدیہ نے مجلس کی درخواست پر سالانہ اجتماع میں پڑھا (ایڈیٹر)

مسلمانوں کا مطمح نظر اور حضورؐ کا انتباہ

اللہ تعالیٰ نے سورۃ بقرہ میں تحویل قبلہ کے حکم کے بعد خدا کی معرفت حاصل کرنے اور اسکے بارہ میں ہر قسم کے شبہات سے پاک ہونے کا حکم فرمایا ہے۔ اس کے بعد فرمایا وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ کہ ہر شخص کا کوئی مطمح نظر ہوتا ہے مسلمانو! تمہارا مقصود زندگی صرف اور صرف فاستبقوا الخیرات ہو۔ اِسْتَبِقُوا باب اِفتِعال میں امر کا صیغہ ہے جس کے معنے ہیں بڑھو۔ سورۃ یوسف میں یہ لفظ یوں استعمال ہوا ہے: "فَاسْتَبَقَا الْبَابَ" کہ یوسفؑ اور عزیز کی بیوی دروازے کی طرف بڑھے۔ خیرات 'خیر' کی جمع ہے۔ جس کے لغوی معنے ما یرغب فیہ الکل جس میں ہر شخص رغبت رکھتا ہو۔ ضد الشَّر۔ برائی کی ضد اور کسی چیز کے کمالات کا حاصل کرنا۔ مفسرین نے کہا ہے کہ الخیرات سے پہلے اِلیٰ محذوف ہے۔ تو یہ معنے ہوئے نیکیوں کی طرف بڑھو۔ اچھائی کو حاصل کرو، اپنے اندر کمالات پیدا کرو۔

دنیا میں ہر شخص اور ہر قوم نے اپنا مقصد مقرر کیا ہوتا ہے۔ مسلمانوں کا مقصد حیات اللہ تعالیٰ نے نیکیوں کی رغبت، ان کا حصول اور اچھائی کا حاصل کرنا قرار دیا ہے۔ تاریخ شاہد ہے جب مسلمانوں نے اسے اپنایا وہ اس معمورۂ ارضی پر بہترین فرد اور بہترین قوم کی صورت میں اُبھرے اور جب دنیا کی زخرفات نے اُن کی آنکھوں کو خیرہ کیا اور وہ اس کی طرف مائل ہو گئے تو اُن کا فرد اور معاشرہ مثالی نہ رہا حسد، بغض، نفرت نے اُن کے گھروں میں ڈیرے ڈال دیئے۔ انہوں نے جب اپنے مقصد حیات کو بھلا دیا وہ ہلاکت کے قریب پہنچ گئے اور صادق و مصدوق نے انہیں پہلے سے انذار کر دیا تھا۔

ترمذی میں ایک حدیث آئی ہے کہ مشہور صحابی

ابو عبیدہؓ بن جراح بحرین سے مال لائے۔ انصار نے اُن کے آنے کا سُنا تو صبح کی نماز حضورؐ کے پیچھے آکر ادا کی۔ حضورؐ نماز سے فارغ ہوئے، مُڑ کر دیکھا تو تبسم فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ شاید تمہیں یہ معلوم ہو گیا ہے کہ ابو عبیدہ کچھ لائے ہیں۔ پھر فرمایا فَاَبْشِرُوْا وَاَمِّلُوْا مَا یَسُرُّکُمْ۔ تم خوش ہو اور اچھی امید رکھو۔ اور فرمایا:۔

فواللہ ما الفقر اخشی علیکم ولکن اخشی علیکم ان تبسط الدنیا علیکم کما بسطت علی من قبلکم فتنافسوھا فتھلککم کما اھلکتھم۔

(ترمذی ابواب صفۃ القیامۃ جلد۲ ص۶۹)

ترجمہ:۔ بخدا مجھے تمہارے بارہ میں مالی تنگی کا خوف نہیں بلکہ مجھے ڈر تو اس بات کا ہے کہ دنیا تمہارے سامنے پھیلا دی جائے گی جس طرح پہلوں کے سامنے پھیلائی گئی۔ پھر تم اس کو حاصل کرنے کے لئے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو گے پھر وہ تمہیں بھی اسی طرح ہلاک کر دیگی جس طرح اس نے پہلوں کو ہلاک کر دیا۔

پاکستان کے ایک سابق چیف جسٹس نے ایک بار معاشرہ کے فساد کا تجزیہ کرتے ہوئے یہ کہا تھا کہ امیر تو بن جانے کی خواہش نے اچھے افراد اور معاشرہ میں فساد پیدا کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کبھی بندے کو غربت و فقر سے آزماتا ہے اور امتحان لیتا ہے کہ میرا بندہ تنگیوں کی وجہ سے اپنے مقصد سے ہٹ تو نہیں جاتا۔ اور کبھی وہ آزمائش آسائش و تونگری سے کرتا ہے کہ میرے بندے آرام و آسائش کے دَور میں اپنے مقصدِ حیات سے ہٹ تو نہیں جاتے۔ اور وہی فرد و قوم کامیاب ہے جو ان دونوں آزمائشوں میں پڑ کر بھی اپنے مطمح نظر کو اوجھل نہ ہونے دے۔ اور بسا اوقات دوسرا امتحان پہلے سے کڑا ہوتا ہے۔ مشہور صحابی حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف کا ایک فقرہ زرّیں حروف سے لکھے جانے کے قابل ہے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

ابتلینا بالضرّاء فصبرنا علیہ ثمّ ابتلینا بعدہٗ بالسّرّاء فلم نصبر۔ (ترمذی ابواب صفۃ القیامۃ جلد۲ ص۶۹)

ترجمہ:۔ کہ ہماری دُکھوں اور تنگیوں سے آزمائش کی گئی تو ہم نے اپنے مقصد کو آنکھوں سے اوجھل نہ ہونے دیا۔ اس کے بعد ہمارا امتحان آسائش کے ذریعہ سے ہوا تو ہم اپنے مقصد سے وابستہ نہ رہ سکے۔

اے کاش! مسلمان اس امتحان میں بھی پورے اُترتے اور عُسر و یُسر میں اپنا مقصد اچھائی بھلائی اور کمالات کا حصول ہی رکھتے۔

صحابہؓ کی مالی قربانیوں میں مسابقت

وہ لوگ جنہوں نے معلم خیر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں میں ہاتھ دیئے تھے، جن سے بہتر لوگ چشم فلک نے نہ دیکھے تھے اُن کی معنوی خوبیوں کا راز یہی تھا کہ وہ نیکیوں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش میں رہتے۔ مالی قربانی ہو یا جانی، عبادت ہو یا بدی اور فتنہ کا استیصال اُن کی یہی کوشش ہوتی کہ وہ اپنے دوسرے ساتھیوں سے آگے بڑھ جائیں، ہر ایک کی کوشش یہی ہوتی کہ کمالات کی چوٹیوں کو چھونے والا اُسی کا ہاتھ ہو۔

حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو حضورؐ نے جنت کے ادھیڑ عمر والوں کا سردار قرار دیا سیّدا کھول اھل الجنّۃ۔ ایک موقعہ پر حضورؐ نے مالی تحریک فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکرؓ کو مالی قربانی میں ایک مثال بنایا تھا۔ یہ وہ خوش نصیب ہستی تھی جس نے اُس زمانہ میں چالیس ہزار درہم، جو آج کے قریباً چالیس لاکھ روپیہ کے قریب بنتا ہے، راہِ حق میں خرچ کیا۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں جب حضورؐ نے یہ تحریک فرمائی تو میرے مالی حالات بھی بہتر تھے میں نے ارادہ کیا کہ آج اس شخص سے بازی لے جاؤنگا۔ آپ فرماتے ہیں :-

جئتُ بنصف مالی فقال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم ما ابقیت لاھلک قلتُ مثلہٗ واتی ابوبکر بکلّ ما عندہٗ فقال یا ابا بکر ما اَبقَیتَ لِاھلکَ قال اَبقَیتُ لھم اللّٰہ و رسولہٗ قلتُ لا اسبقہ الیٰ شیءٍ ابداً (ترمذی مناقب ابی بکر)

چنانچہ میں گھر گیا اور آدھا مال بانٹ کر لے آیا۔ حضورؐ نے دریافت فرمایا۔ عمر! اپنے اہل و عیال کے لئے کیا باقی رکھا ہے؟ عرض کیا آقا! اتنا ہی میں اُن کے لئے رکھ آیا ہوں۔ اب ابوبکرؓ آئے اور گھر میں جتنا مال تھا سبھی لے آئے۔ حضورؐ نے فرمایا ابوبکر! گھر والوں کے لئے کیا چھوڑ آئے ہو؟ عرض کیا آقا! گھر میں اللہ اور رسول کو چھوڑ آیا ہوں۔ جب اُن کی رضا سے میرا گھر بھر گیا تو مال کی کیا ضرورت ؎

تجھ کو مانگوں میں تجھی سے کہ سبھی کچھ مل جائے
سَو سوالوں سے یہی ایک سوال اچھا ہے

یہ دیکھا تو حضرت عمرؓ نے کہا "لا اسبقہٗ شیءٍ ابدًا" میں اِس بڈھے سے کبھی آگے نہیں بڑھ سکتا۔

جنگ تبوک کو حدیثوں میں جَیشُ العُسْرۃ بھی کہا گیا ہے۔ سخت تنگی کے دن، فصل کی کٹائی سر پہ تھی کہ شام کی سرحد پر لشکر کفار کا اجتماع شروع ہوا۔ حضورؐ نے لشکر کی تیاری کے لئے چندہ کی تحریک فرمائی۔ حضرت عثمانؓ آئے ہزار دینار حضورؐ کی خدمت میں پیش کئے۔ حضورؐ نے آسمان کی طرف ہاتھ بلند کئے اور خدائے ذوالعرش سے یوں التجا کی :-

"یا ربّ عثمان انّی رضیت عن عثمان فارض عنه فما زال یدعو حتّٰی طلع الفجر۔"

ترجمہ:۔ "اے عثمان کے پروردگار! میں عثمان سے راضی ہوگیا تو بھی اسے اپنی خوشنودی کا سرٹیفکیٹ عطا فرما۔ اور ساری رات آپ یہی دعا فرماتے رہے۔" (قرطبی تفسیر آیت اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا یُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًی

(بقرہ آیت ۲۶۲)

چنانچہ لکھا ہے کہ اس آیت کا شان نزول یہی واقعہ تھا۔ ایک اور صحابی کہتے ہیں کہ یہ آیت مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ کَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ حضرت عثمانؓ اور حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف کے بارہ میں نازل ہوئی کہ جب حضورؐ نے غزوہ تبوک کے لئے تحریک فرمائی تو حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف کے پاس آٹھ ہزار درہم تھے چار ہزار لے آئے اور حضورؐ کی خدمت میں پیش کر دیئے اور عرض کی:۔

"کانت لی ثمانیة آلاف فامسکت لنفسی و لعیالی اربعة آلاف واربعة آلاف اقرضتها ربّی۔"

ترجمہ:۔ کہ میرے پاس آٹھ ہزار تھے۔ چار ہزار گھر پر رکھے اور چار ہزار خدا کو قرض دیئے (ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ چار ہزار سے خدا سے تجارت کر لی)

حضورؐ نے فرمایا:۔

بارک اللّٰه فیما امسکت وفیما اعطیت۔

جو تو نے گھر پر رکھا اس میں بھی خدا برکت دے اور جو دیا اس میں بھی۔

حضرت عثمانؓ نے عرض کی:۔

"یا رسول اللّٰه علیّ جهاز من لا جهاز له۔"

یا رسول اللہ! جس کے پاس تیاری کا سامان نہیں اس کو تیاری کا سامان میں مہیا کروں گا۔" (قرطبی جلد ۳ تفسیر سورہ بقرہ)

امراء اور غرباء کی مسابقت

اس مقدس دور میں غرباء امراء کو قربانیاں کرتے دیکھتے تو حسرت پیدا ہوتی کہ اے کاش! ہم بھی خدا کی راہ میں یوں مال لٹا سکتے۔ اور انہیں یہ قلق تھا کہ ہمارے امیر بھائی ہم سے نیکیوں میں آگے بڑھ رہے ہیں۔ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی۔ یا رسول اللہ! جس طرح ہم نمازیں پڑھتے ہیں یہ مالدار بھی پڑھتے ہیں، ہماری طرح روزے بھی رکھتے ہیں لیکن ان کے پاس مال ہے۔ یہ غلام آزاد کرتے ہیں، صدقہ دیتے ہیں حضور نے انہیں ایک علاج بتلا دیا۔ فرمایا:۔

اذا صلیتم فقولوا سبحان اللہ
ثلاثًا وثلاثین مرّۃ والحمد للہ
ثلاثًا وثلاثین مرّۃ واللہ اکبر
اربعًا وثلاثین مرّۃ ولا الٰہ
الا اللہ عشر مرّات یدرکون
من سبقکم لا یسبقکم من
بعدکم۔ (ترمذی ابواب الصلوٰۃ
باب ماجاء فی التسبیح فی
ادبار الصلوٰۃ۔)

ترجمہ:- کہ نماز کے بعد ۳۳ بار سبحان اللہ
۳۳ بار الحمد للہ اور ۳۴ بار
اللہ اکبر اور ۱۰ بار لا الٰہ
الا اللہ کہا کرو۔ تم ان سے آگے
بڑھ جاؤ گے جو تم سے آگے بڑھ چکے
ہیں اور تم سے کوئی آگے نہ بڑھ سکے گا۔

امراء نے جب یہ دیکھا کہ یہ غرباء نماز کے بعد اب بیٹھے رہتے ہیں۔ اُن سے پوچھا تو انہوں نے یہ نسخہ انہیں بھی بتادیا۔ اب امراء اس نیکی کو کیوں چھوڑیں انہوں نے بھی نماز کے بعد بیٹھ کر یہ ورد شروع کر دیا۔ اب غرباء کو خیال آیا کہ یہ پھر بڑھ جائیں گے۔ دربارِ نبوی میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ ان کو منع کیجئے یہ بھی تسبیحات کرنے لگ گئے ہیں۔ فرمایا میں ان کو خدا کے ذکر سے کیسے منع کر سکتا ہوں۔

عبادت میں مسابقت

عبادت کا ذکر شروع ہوا تو اس میں انکی خواہش

اور مزید عمل کو دیکھئے حضرت ابن عمرؓ کے بارہ میں ایک بار حضورؐ نے فرمایا:-

نِعْمَ العبد عبد اللہ لو کان
یصلی باللیل۔

عبد اللہ بہت ہی اچھا آدمی ہے کاش
تہجد ادا کیا کرے۔

وہ فرماتے ہیں اس کے بعد میں نے کبھی تہجد نہیں چھوڑی۔ عبادت کا انہیں اتنا ذوق و شوق تھا کہ ساری رات تہجد پڑھتے، دن کو ہمیشہ روزہ سے ہوتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پتہ چلا تو فرمایا: الم اخبر انّک تصوم النہار و تقوم اللیل۔ عبد اللہ! مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ تو دن کو روزہ سے رہتا ہے اور رات بھر تہجد پڑھتا رہتا ہے۔ عرض کی درست ہے۔ حضورؐ نے فرمایا:-

انّ لجسدک علیک حقًّا و
انّ لعینک حقًّا وانّ لزوجک
علیک حقًّا وانّ لزارک
علیک حقًّا۔

ترجمہ:- تم پر تمہارے جسم کے بھی حق ہیں، آنکھ
کے بھی حق ہیں، بیوی کے بھی حق ہیں،
تیرے ملنے جلنے والوں کے بھی حق ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا حضور! میں اپنے اندر کافی طاقت محسوس کرتا ہوں۔ فرمایا پھر ایک دن روزہ رکھو، ایک دن افطار کرو۔ یہ افضل الصیام ہیں جو داؤد علیہ السلام نے رکھے تھے۔ حضرت عبد اللہؓ

فرماتے ہیں۔ میں نے اپنے پر سختی کی تھی پس مجھ پر وہی سختی ہوئی۔

یہی حال ابودرداء صحابیؓ کا تھا دن کو روزہ، رات کو تہجد حتیٰ کہ ان کے لئے بھی حضورؐ کو حضرت عبداللہ بن عمرؓ والی نصیحت دہرانی پڑی۔

حضرت زینبؓ کی عبادت کا یہ حال تھا کہ بالوں کو رسی باندھ کر چھت سے باندھ لیا تھا کہ جب نیند آئے جھٹکا لگے اور نیند کھل جائے۔ حضورؐ نے دیکھا تو فرمایا:۔

حلّوہ لیصل احدکم نشاطہ فاذا فتر فلیقعد۔ (بخاری باب یکرہ من التشدید فی الصلوٰۃ

ترجمہ:۔ اس رسّی کو کھول دو۔ جب تک نشاط ہو نماز پڑھو جب تھک جاؤ چھوڑ دو۔

یہی حال خولہ بنت تویت کا تھا۔ جو رات بھر نہ سوتیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لا یملّ حتّٰی تملّوا من العمل ما لکم بہ طاقۃ۔ (ترمذی باب ماجاء فی صلوٰۃ اللیل جلد اول ص۴۱)

کہ خدا نہیں اکتائے گا تم اکتا جاؤ گے اتنی ہی اپنے آپ کو تکلیف دو جتنے کی طاقت ہو۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور عبداللہ بن عمرؓ کوشش کرکے تہجد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپؐ کے گھر میں جا کر ادا کرتے (بخاری طول القیام فی صلوٰۃ اللیل و مؤطا باب صلوٰۃ النبیؐ فی الوتر)

اور ایک رات جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رکعت میں قریباً سات سیپارے تلاوت کی تو حضرت عبداللہ کی ٹانگیں لڑکھڑانے لگیں۔

فدائیت میں مسابقت

یہ تھی خدا سے عجز و نیاز، اب ان کی فدائیت میں سبقت ملاحظہ ہو۔ راہِ حق میں جان کی بازی لگانے میں ان کی سبقت کا کیا حال تھا۔ جنگِ بدر کے وقت حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی عمر تیرہ سال کی تھی۔ آپ نے غزوۂ بدر میں شریک ہونے کی اجازت چاہی تو چھوٹا ہونے کی وجہ سے اجازت نہ ملی۔ اگلے سال چودہ سال کے تھے اُحد کے موقعہ پر پھر پیش ہوئے اور اجازت نہ ملی۔ خندق کے موقعہ پر جب پندرہ سال کے ہوئے تو اجازت ملی (بخاری کتاب المغازی باب عدۃ اصحاب بدر و مسلم باب سن البلوغ)

اور ایک جنگ میں جب قد کاٹھ میں ایک بڑے بچے کو لے لیا گیا اور جسم کے ذرا ہلکے کو نظر انداز کر دیا گیا تو دربارِ نبوی میں وہ یوں شاکی ہوا کہ حضور! آپ نے اسے لے لیا اور مجھے چھوڑ دیا حالانکہ میں اس سے طاقتور ہوں کشتی ہوئی اور انہوں نے اسے پچھاڑ لیا۔ چنانچہ انہیں بھی لے لیا گیا۔ بدر کے میدان میں جن دو نوجوانوں نے ابوجہل کا تیا پانچہ کیا تھا ان میں سے ہر ایک نے یہ ارادہ کیا ہوا تھا اور اس طرح ایک کے

ارادہ کا دوسرے کو علم نہ تھا کہ آج میں ابوجہل کو جہنّم واصل کر دوں گا یا اس راہ اپنی جان دے دوں گا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے اس کا ماجرا سُنیئے۔ آپ فرماتے ہیں ۔ بدر کے دن میں لشکر میں صف بستہ تھا کہ میں نے اپنے دائیں بائیں دو نوعمر لڑکے دیکھے۔ مجھے اس سے کچھ پریشانی ہوئی کہ آج دایاں بایاں مضبوط نہیں۔ ابھی میں یہ خیال ہی کر رہا تھا کہ اُن میں سے ایک نے بڑی رازداری سے پوچھا اے چچا! ابوجہل کہاں ہے ؟ میں نے کہا بھتیجے تو اسے کیا کرے گا۔ اس نے جواب دیا۔ میں نے اللہ سے عہد کیا ہے اگر مجھے مل گیا تو میں اُسے قتل کر دوں گا یا خود اسی راہ میں جان دے دوں گا۔ ابھی میں نے اس سے یہ گفتگو مکمل کی ہی تھی کہ دوسرے نے مجھ سے یہی بات کی۔ جب میں نے یہ کیفیت دیکھی تو مجھے اتنی خوشی ہوئی کہ اگر دو مضبوط آدمی میرے دائیں بائیں ہوتے تو مجھے یہ خوشی نہ ہوتی۔ میں نے انہیں اشارے سے ابوجہل بتلایا تو وہ اپنے شکار پر شکرے کی طرح جھپٹے اور تابڑ توڑ حملوں سے ابوجہل کو جہنّم واصل کر دیا۔

اُحد کی جنگ میں بھی فاستبقوا الخیرات کا نظارہ دیکھئے۔ عمرو بن الجموح انصاری لنگڑے تھے بیساکھی سے چلتے تھے۔ چار بیٹے ان کے شیروں کی مانند تھے۔ اُحد کے دن بیٹوں نے کہا۔ ابا! آپ نے جنگ میں جا کر کیا کرنا ہے، معذور ہیں۔ کہا بیٹو! مجھے جانے دو۔ جنت میں بیساکھی سے اچھلتا کودتا ہونگا۔ مجھے جانے دو۔ تمہارے لئے اور بھی حصول نیکی کے مواقع ہوں گے۔ کسی نے کہا تم لنگڑے ہو جنگ میں کیا کروگے۔ کہا تم ٹانگوں والے دوڑ بھاگ کر ادھر اُدھر بھی ہو سکتے ہو، میں تو یہاں اَڑ جاؤں گا کوئی ہلونگا تھوڑا ہی؟ حضورؐ نے اُن کے بچوں کو کہا کیوں منع کرتے ہو جانے دو۔ جب اجازت ملی تو اس نازش فرزند اسلام نے دعا کی:۔ اللّٰھم لا تردّنی الی اھلی۔ اے اللہ! گھر لوٹ کر واپس نہ آؤں۔ خدا نے دعا قبول کی۔ شہادت نصیب ہوئی۔ لاش لاد کر گھر لانے لگے تو اونٹ گھر کا رُخ نہ کرتا تھا۔ (ابن ہشام جلد ۲ صفحہ ۹۰)

چنانچہ اُحد کے میدان میں ہی دفن ہوئے۔ شہادت کے چھیالیس سال بعد ایک سیلاب کی وجہ سے قبر کے بہہ جانے کا خطرہ ہوا تو لاش نکال کر دوسری جگہ محفوظ کرنا چاہی تو اُن کی اور اُن کے قبیلہ کے ایک اور صحابی عبداللہ بن عمرؓ انصاری کی لاشوں کو دیکھا۔ مؤطا امام مالکؒ میں لکھا ہے:۔

فوجدا لم یتغیّرا کانھما ماتا بالامس وکان احدھما قد جرح فوضع یدہ علی جرحہ فدفن وھو کذلک فامیطت یدہٗ عن جرحہ ثم ارسلت فرجعت کما کانت وکان بین اُحدٍ وبین یومِ حُفِرَ عنھما ستّ واربعون سنۃ۔

(مؤطا امام مالکؒ باب الدفن فی قبرٍ واحدٍ صفحہ ۱۷۱)

کہ یوں تھا جیسے کل دفنائے ہوں۔ ذرا بھی تبدیلی لاشوں میں نہ ہوئی تھی۔ ایک کی وفات اس طرح ہوئی تھی کہ زخم پر انہوں نے ہاتھ رکھا ہوا تھا۔ وہ ہاتھ اب تک وہیں تھا۔ اب جو ہاتھ وہاں سے ہٹایا تو ہاتھ پھر لوٹ کر وہیں آ گیا۔

جنّت کی طرف مسابقت

میدانِ جنگ سے پھر ہم ذرا ہٹتے ہیں۔ آنحضرت ؐ کے صحابہ ؓ کا تو یہ حال تھا کہ ہر نیکی کے وہ خواہش مند رہتے۔ ہر اچھائی کو حاصل کرنے کی امنگ رکھتے۔ ایک موقعہ پر حضور ؐ نے فرمایا جنّت کے مختلف دروازے ہوں گے۔ کہیں نماز کا دروازہ کہ اس میں سے نمازی داخل ہوں گے۔ کوئی دروازہ صدقہ کا کہ راہِ حق میں مالی قربانی کرنے والے اس میں سے جائیں گے۔ اور کہیں "الرّیان" سیرابی کا دروازہ ہوگا کہ روزے دار اس میں سے داخل ہوں گے کیونکہ خدا کی راہ میں انہوں نے بھوک پیاس برداشت کی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سُنا تو فرمایا یا رسول اللہ! کوئی شخص ان سب دروازوں سے بھی بُلایا جائے گا۔ فرمایا:۔

نعم وارجوان تکون منھم (مؤطا)

ہاں ابوبکر تو اُن میں سے ہوگا۔ اس میں کئی لطیف اشارے ہیں۔

ایک موقعہ پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اُمّت میں سے جنّت میں ستر ہزار آدمی داخل ہوں گے جن کے چہرے چودھویں کے چاند کی طرح دمکتے ہوں گے۔ یہ سُنا تو فوراً ایک صحابی عکاشہ ؓ کھڑے ہو گئے اور عرض کی:۔

اُدع اللہ ان یجعلنی منھم
فقال انک منھم او اللّٰھم
اجعلہ منھم۔

حضور! دُعا فرمائیے کہ خدا مجھے ان میں سے بنا دے۔ فرمایا تُو ان میں سے ہوگا اور آپ نے دعا فرمائی۔ اے اللہ اسے اُن میں سے بنا دے۔ یہ سُنا تو ایک اور پروانہ آگے بڑھا۔ یا رسول اللہ! میرے لئے بھی دعا فرمائیے مَیں بھی اُن میں سے ہو جاؤں۔ فرمایا سبقک بھا عکاشہ۔ بھئی عکاشہ اِس بارہ میں سبقت لے گیا۔ وہ بازی لے گئے۔ (سیرت ابن ہشام)

تاریخ اسلام کا ایک عجیب واقعہ

اس مضمون کی ورق گردانی کرتے ہوئے مَیں ایک واقعہ پر آ کر رُک گیا اور اس پر میرا یہ مضمون ختم ہوگا۔ دیکھئے بسترِ مرگ پر بھی یہی خواہش ہے۔ کاش یہ خیر مجھے نصیب ہو جائے۔ سیّدنا حضرت عمر ؓ کو جب ایک بدبخت مجوسی نے خنجر سے زخمی کر دیا حضرت امیر المومنین ضروری وصیّت سے فارغ ہو چکے تو اپنے متقی لختِ جگر عبد اللہ ؓ کو بُلایا اور فرمایا اُمّ المومنین عائشہ ؓ کے پاس جاؤ اور کہنا عمر بن خطاب سلام عرض کرتا ہے (امیر المومنین نہ کہنا) پھر عرض کرنا میرا ایک سوالی ہے۔ مجھے میرے اُن دونوں ساتھیوں کے پاس دفن کی اجازت دیدیں۔ حضرت عائشہ ؓ نے سُنا تو فرمایا خواہش تو یہ میری تھی اور

یہ جگہ اپنے لئے رکھی تھی لیکن میں ایثار کرتی ہوں (اللہ اللہ! یہ کیا ایثار تھا۔ اسے مادرِ مہربان! تجھ پر خدا کی رحمتیں ہوں۔ اے حبیبِ کبریا کی محبوب، تو نے یہ کیسا ایثار فرمایا) عبداللہ بن عمرؓ آئے تو حضرت عمرؓ نے پوچھا کیا خبر لائے ہو؟ انہوں نے بتلایا تو کہا، اس سے بڑی میری کوئی خواہش نہ تھی لیکن جب میری روح قبض ہو جائے اور میرا جنازہ اٹھے تو ایک بار پھر حضرت عائشہؓ سے پوچھ لینا۔ اگر اجازت دیں تو وہاں دفن کرنا ورنہ عام مسلمانوں کے ساتھ دفن کر دینا۔ آخری لمحات میں بھی یہ خواہش کہ جہاں آقا ابدی نیند سو رہا ہے اس کے قدموں میں پہنچ جاؤں۔

یہ وہ لوگ تھے جن کا مطمح نظر نیکیوں بھلائیوں اور کمالات کا حصول تھا۔ ان کے ذریعہ دنیا نے سنہری دور دیکھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم کہ بہترین دور میرا دور ہے۔ اس سے اتر کر پھر وہ جو اس سے ملحقہ ہے۔ پھر وہ دور جو اس کے بعد ہوگا۔

شبانِ احمدیت کے لئے لمحۂ فکریہ

اے شبانِ احمدیت! اے مسیح پاکؑ کے درختِ وجود کی سرسبز شاخو! مسیح پاکؑ کے صحابہؓ نے قرونِ اولیٰ کی یادوں کو زندہ رکھا۔ ان کی زندگیوں کا مطمح نظر اشاعتِ اسلام اور خدا کے قرب کی راہوں پر چلنا رہا۔ وہ خدا کے قرب کے میدانوں میں آگے بڑھتے رہے۔ صحابہ کا یہ دور اب ختم ہونے کو ہے، مسیح پاکؑ کو دیکھنے والی آنکھیں اب خال خال نظر آتی ہیں۔ مسیح پاکؑ کے تین سو تیرہ فدائیوں میں سے آخری صحابی چند دن ہوئے اللہ کو پیارے ہو گئے۔ انہوں نے اپنے فکر و عمل سے نیکی کے چراغ جلائے۔

اب تاریخ اپنے ورق الٹ رہی ہے۔ نیا دور شروع ہو رہا ہے۔ وہ تم نونہالوں کے ہاتھ میں احمدیت کی امانت دے رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں ؎

ہم تو جس طرح بنے کام کئے جاتے ہیں
آپ کے وقت میں یہ سلسلہ بدنام نہ ہو
حشر کے روز نہ کرنا ہمیں رسوا و خراب
پیارو آموختۂ درسِ وفا خام نہ ہو

آؤ اپنے ہاتھوں کو ہر میل کچیل سے پاک کریں، بدی کو ہر گوشۂ قلب سے نکال دیں۔ نیکی اور اعمالِ صالحہ کے پھولوں سے اس گھر کو سجالیں کہ خدا کی عظمت و امانت صاف اور پاک ہاتھوں کو ہی عطا ہوتی ہے۔

اے یارِ الٰہ! ان پروانوں (رضوان اللہ علیہم) کی فدائیت اور مسابقت الی الخیر کا واسطہ دے کر نمناک آنکھوں سے ملتجی ہوں کہ ان ہاتھوں کی میل کچیل خود دور کر دے۔ ان لرزتے ہاتھوں کو خود توانائی بخش دے۔ ان شاہینوں کو پھر عبداللہ بن عمرؓ بنا دے۔ معوذ و معاذ بنا دے۔ آمین۔ یا عزیز ما ذلک علیک بعزیز۔

"خالد" کی اشاعت بڑھانا خدام کا عین فرض ہے!

خلافت جوبلی عَلَمِ انعامی

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ ۱۹۷۲ء کے دوسرے روز مورخہ ۲۷ دسمبر دوسرے اجلاس سے قبل مجالس خدام الاحمدیہ میں سے سال ۱۳۵۰-۵۱ ہش ۱۹۷۱-۷۲ء میں کارکردگی اور مستعدی کے لحاظ سے اوّل آنے والی مجلس ماڈل ٹاؤن لاہور کو ازراہِ شفقت اپنے دستِ مبارک سے خلافت جوبلی عَلَم انعامی عطا فرمایا۔ اور مجلس مارٹن روڈ کراچی اور مجلس لائل پور شہر کو علی الترتیب دوم اور سوم قرار دیئے جانے پر اسنادِ خوشنودی عطا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ یہ اعزاز مجالس کو مبارک کرے۔ آمین

کارکردگی کے لحاظ سے پہلی دس مجالس کے اسماء درج ذیل ہیں۔ یہ تمام مجالس مبارکباد کی مستحق ہیں۔

۱۔ ماڈل ٹاؤن لاہور

۲۔ مارٹن روڈ کراچی

۳۔ لائل پور

۴۔ ڈرگ روڈ کراچی

۵۔ دارہ

۶۔ مغلپورہ لاہور

۷۔ ربوہ

۸۔ سیالکوٹ

۹۔ قمر آباد

۱۰۔ ترگڑی

(معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

مرکزی مقالہ خدام الاحمدیہ

سال ہذا کے لئے مقالہ کا عنوان "سیرت خیر الرسلؐ از رُوئے قرآن مجید و حدیث" مقرر کیا گیا ہے۔ مقالہ دس تا پندرہ ہزار الفاظ پر مشتمل ہونا چاہیئے۔

قائدین کرام ایسے خدام کی فہرست ہمیں ارسال فرمادیں جو امسال مقالہ لکھنے کا ارادہ رکھتے ہوں۔ تا ان مقالہ نگاروں کی راہنمائی کی جا سکے

مقالہ ۱۵ جون ۱۹۷۳ء تک پہنچ جانا چاہیئے

مقالہ کے انعام کی رقم دوگنی کر دی گئی ہے۔ اب اوّل، دوم اور سوم انعامات علی الترتیب -/۱۰۰ روپے -/۶۰ روپے اور -/۴۰ روپے کے ہوں گے۔

(مہتمم تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

مکرم نسیم سیفی صاحب
وکیل التعلیم - ربوہ

رقصِ ایمان

"محافظانِ" نبوّتِ مصطفٰےؐ" کی یہ شان دیکھتا ہوں

کہ خونِ ناحق کے ولولوں میں عجیب ہیجان دیکھتا ہوں

درونِ پردہ عزائم ایسے کہ فتنۂ حشر جاگ اُٹھے

بظاہر ان کے لبوں کی جنبش میں رقصِ ایمان دیکھتا ہوں

لہو ٹپکتا ہے نوکِ خنجر سے ہر قدم پر گلی گلی میں

سلامتی کے ہر ایک دعوے کی سیف برہان دیکھتا ہوں

ہوئی ہے اب دم بخود شرافت نجابتوں کو ہے فکر لاحق

لبوں پہ ہے مُہرِ خاموشی اور قلم کو حیران دیکھتا ہوں

وہ جس کی خونِ جگر سے کہتے ہیں آبیاری ہے کام انکا

اس چمن کو مَیں ان کی سعیٔ عمل سے ویران دیکھتا ہوں

اگرچہ وہ دندناتے ہیں ہر ایک محفل کی جان بن کر

نسیمؔ مَیں تو بس ان کو اک دو گھڑی کا مہمان دیکھتا ہوں

مکرم محمد انوار الحق صاحب
مغلپورہ ۔ لاہور

حضرت مصلح موعودؓ کی بابرکت شخصیت غیروں کی نظر میں

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو اللہ تعالیٰ سے خبر پاکر حسب ذیل پیشگوئی بذریعہ اشتہار شائع فرمائی :۔

"سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔۔۔۔۔ اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کریگا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اس کے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دو شنبہ ہے مبارک دو شنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مظھر الاوّل والآخر مظھر الحق والعلاء کانّ اللہ نزل من السماء جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور۔ جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائیگا وکان امراً مقضیاً"

(تذکرہ صفحہ ۱۳۹ و صفحہ ۱۴۰)

اس پیشگوئی کے مطابق حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمدؓ

۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو پیدا ہوئے اور پیشگوئی کے مطابق ہی جلد جلد بڑھے اور اُن تمام صفات سے بدرجہ اتم حصہ پایا جن کا اس پیشگوئی میں ذکر ہے۔ آپ کا وجود خدا تعالیٰ کے دین، اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی دلیل ٹھہرا۔ اللہ تعالیٰ کا سایہ ہمیشہ آپ کے سر پر رہا اور ہر مشکل اور ہر فتنہ اور ہر ابتلاء کے وقت اللہ تعالیٰ نے آپ کو اور آپ کی برکت سے جماعت احمدیہ کو بھی اپنی رحمت کے سائے میں پُر امن اور حفاظت کے ساتھ رکھا۔ زمین کے کناروں تک آپ کی شہرت ہوئی حتیٰ کہ اپنوں اور بیگانوں نے آپ کی خوبیوں اور صفات کا اعتراف کیا۔ چنانچہ یکم ستمبر ۱۹۴۲ء کی اشاعت میں اخبار لائٹ نے لکھا:۔

"مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب موجودہ وقت کی ایک ممتاز شخصیت ہیں۔ ہمیں پورا اتفاق ہے۔ ان میں وہ تمام عناصر موجود ہیں جو لیڈر شپ کو مضبوط اور کامیاب بناتے ہیں۔ یعنی غیر معمولی فراست، اعلیٰ درجہ کا حُسنِ تدبیر، مخالفت کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنی تجاویز کو تکمیل تک پہنچانے کے لئے پُرجوش عزم اور ان سب سے بڑھ کر آپ ایک قوتِ عمل رکھنے والی شخصیت ہیں اور یہ تمام صفات آپ کو عصرِ حاضر کی تاریخ کی نمایاں شخصیت قرار دیتی ہیں"

العمران دمشق سے شائع ہونے والا اخبار اپنی ۱۰ راگست ۱۹۲۴ء کی اشاعت میں بعنوان "مہدی دمشق میں" لکھا ہے:۔

"ابھی آپ کے دار الخلافہ میں تشریف لانے کی خبر شائع ہوئی تھی کہ بہت سے علماء اور فضلاء آپ کے ساتھ گفتگو کرنے اور آپ کی دعوت کے متعلق آپ سے مناظرہ مباحثہ کرنے کے لئے آپ کی خدمت میں پہنچ گئے اور انہوں نے آپ کو نہایت عمیق ریسرچ رکھنے والا عالم اور سب مذاہب اور ان کی تاریخ و فلسفہ کا گہرا مطالعہ رکھنے والا اور شریعتِ الٰہیہ کے حکمت و فلسفہ کی واقفیت رکھنے والی شخصیت پایا۔"

جب خدا کا یہ پہلوان باون سالہ خلافت کے عظیم الشان منصب پر فائز رہنے کے بعد اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اُٹھایا گیا تو دنیا نے اِن الفاظ میں آپ کو خراجِ تحسین پیش کیا:۔

۱۔ "جماعت احمدی قادیانی کے امام مرزا بشیر الدین محمود کا ۸ر نومبر کو ربوہ میں انتقال ہو گیا۔ جنہیوں کیا برسوں سے سخت بیمار چلے آتے تھے اور طویل اور شدید بیماری کی کلمہ گو کیلئے بجائے خود

گناہوں کو دھونے والی اور ان کا
کفارہ کرنے والی ہے۔ دوسرے
عقیدے اُن کے جیسے بھی ہوں قرآن
وعلوم قرآنی کی عالمگیر اشاعت اور
اسلام کی آفاق گیر تبلیغ میں جو کوششیں
انہوں نے سرگرمی اور اولو العزمی سے
اپنی طویل عمر میں جاری رکھیں ان کا صلہ
اللہ تعالیٰ انہیں عطا فرمائے اور ان
خدمات کے طفیل میں ان کے ساتھ عام
معاملہ درگزر کا فرمائے علمی حیثیت
سے قرآنی حقائق و معارف کی جو تشریح
و ترجمانی وہ کر گئے ہیں اس کا بھی ایک
بلند و ممتاز مرتبہ ہے۔"

(اخبار صدق جدید لکھنؤ)

۲۔ اخبار ڈان کراچی نے ۹ نومبر کی اشاعت میں لکھا:۔
"ربوہ ۸ نومبر۔ مرزا بشیر الدین محمود احمد
صاحب امام جماعت احمدیہ آج صبح
سوا بارہ بجے ایک لمبی بیماری کے
بعد وفات پاگئے۔ آپ کی عمر ۷۷ سال
تھی۔ جماعت احمدیہ کے افراد پاکستان
کے تمام حصوں سے اور بیشتر بیرونی
ممالک سے ربوہ پہنچ رہے ہیں تاکہ
اپنے امام کو آخری عقیدت پیش کر سکیں۔
آپ کو کل نئے خلیفہ کے انتخاب کے
بعد دفن کیا جائے گا اور خلیفہ کے

انتخاب کے لئے "انتخاب خلافت
کمیٹی" کا اجلاس ہو رہا ہے۔"

۳۔ اسی طرح اخبار امروز لاہور نے ۹ نومبر ۱۹۶۵ء
کی اشاعت میں لکھا:۔
"لاہور ۸ نومبر۔ جماعت احمدیہ کے
سربراہ مرزا بشیر الدین محمود احمد آج
صبح ربوہ میں انتقال کر گئے۔ انہیں
کل صبح دس بجے جماعت کے نئے
سربراہ کے انتخاب کے بعد ربوہ میں
دفن کیا جائے گا۔
انتقال کے وقت مرزا صاحب
کی عمر ۷۷ سال تھی۔ وہ ۱۹۱۴ء میں
اپنی جماعت کے خلیفہ مقرر ہوئے
وہ دو مرتبہ یورپ بھی گئے۔ انہوں
نے افریقہ، امریکہ اور یورپ میں
جماعت کی طرف سے تبلیغی مشن قائم
کرنے میں گہری دلچسپی لی۔ انہوں نے
دوسرے ملکوں میں ۹۶ مشن قائم کئے
اس وقت تک جماعت کی طرف سے
۱۵۲ مشن قائم کئے جا چکے ہیں۔ انہوں
نے ۱۹۲۲ء میں شدھی تحریک کی
مخالفت اور آریہ سماجیوں کے
خلاف مناظرے کئے۔ ۱۹۳۱ء
میں کل ہند کشمیر کمیٹی کی قیادت کی۔
تحریک پاکستان میں مسلم لیگ کا

ساتھ دیا اور ۱۹۴۸ء میں احمدی رضاکاروں کی ایک بٹالین تیار کر کے کشمیر میں لڑنے کے لئے بھیجی۔ اور ان کے ماننے والوں کی تعداد تیس لاکھ بتائی جاتی ہے اور دنیا میں ۲۹۱ مسجدیں تعمیر کرنے کے علاوہ تبلیغی اداروں کا جال پھیلایا۔ ان کی جماعت نے کلام پاک کے جرمن، ولندیزی، انڈونیشی اور سواحیلی زبان کے علاوہ اور کئی زبانوں کے ترجمے شائع کئے۔"

۵۔ اک وقت آئے گا کہ کہیں گے تمام لوگ
ملت کے اس فدائی پہ رحمت خدا کرے

مرکزی امتحانات

مرکزی سالانہ امتحانات انشاء اللہ حسب ذیل تاریخوں کو منعقد ہوں گے:۔

ضلع کراچی ۲۹ر اپریل بروز اتوار

ضلع لاہور ۲۴ر جون " "

دیگر مجالس ۲۹ر جولائی " "

قائدین اضلاع و مقامی خدام کو امتحانوں کی تیاری شروع کروا دیں۔ شعبہ تعلیم کی تفصیلی سکیم میں نصاب درج کر دیا گیا ہے۔ نصاب سے متعلقہ کتب قائدین کرام کی اطلاع پر بذریعہ وی پی بھجوا دی جائیں گی۔ (مہتمم تعلیم خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

مکرم نعیم احمد صاحب عمران ڈرگ روڈ

یادداشت

۱۔ کوئی چیز مکمل طور پر یاد کرنے کے بعد سو جانے سے بآسانی یاد ہو جاتی ہے بشرطیکہ اسے سو کر اٹھنے کے فوراً بعد دہرا لیا جائے۔

۲۔ کسی چیز کے معنی سمجھنے کے بعد اسے یاد کیا جائے تو جلدی یاد ہو جاتی ہے۔

۳۔ لمبے سبق کئی حصوں میں تقسیم کر کے یاد کرنا زیادہ بہتر ہے۔

۴۔ وہ چیزیں جو چھوٹی اور مختصر ہوں انہیں ایک وقت میں یاد کرنا ہی بہتر ہوتا ہے۔

۵۔ ایک چیز یاد کرنے کے بعد اسی قسم کی دوسری چیز یاد کرنے سے پہلی چیز کی یادداشت پر برا اثر پڑتا ہے۔

۶۔ یاد کرنے کے لئے ضروری ہے کہ پوری توجہ اور دلچسپی سے یاد کیا جائے ورنہ یاد کرنے میں بہت دیر لگے گی۔

۷۔ یاد کرتے وقت اگر ساتھ ساتھ اونچی آواز میں اسے دہرایا جائے تو مفید ہوگا۔

۸۔ یاد کرتے وقت یہ ضروری ہے کہ کمرہ پرسکون اور آرام دہ ہو تا کہ یاد کرنے والا کسی دوسری طرف متوجہ نہ ہو سکے۔

۹۔ سلسلہ وار یاد کرنا زیادہ بہتر ثابت ہوتا ہے۔

۱۰۔ کسی مسئلے کو یاد کرنے کے لئے اگر تصویروں کی مدد لی جائے تو وہ جلد اور آسانی سے یاد ہو جائیگا۔

و۔ ا۔ حنیف
مغل پورہ لاہور

انسانی زندگی کا آغاز

انسانی زندگی کے آغاز کی کہانی پر جس قدر بھی غور کیا جائے یہ اُسی قدر پُر اسرار نظر آنا شروع ہو جاتی ہے اور پھر اس عجیب و غریب کہانی میں ایک ایسا مقام بھی آجاتا ہے جہاں پہنچ کر عدم ثبوت کی بناء پر سائنسدان رُک جاتا ہے۔ اگرچہ اس سلسلے میں کئی اشاراتی شواہد موجود ہیں اور اپنی اپنی سوچ اور عقل کے مطابق ان کی تشریح بھی کی جا سکتی ہے۔ لیکن پھر بھی پوری طرح غور کرنے سے ہم دیکھتے ہیں کہ زندگی کی ابتداء اس قدر حیرت انگیز ہے کہ اس کے سامنے علم الحیات کے قابل ترین علماء بھی سر جھکا دیتے ہیں اور یہی وہ مقام ہے جہاں پر پہنچ کر اُن کے بعد باقی تمام انسانوں کے دلوں میں خدائے ذوالجلال کی عظمت کا خیال پیدا ہوتا ہے۔ یہ تمام سائنس دان بحیثیت سائنس دان کے معجزوں کو تو تسلیم نہیں کر سکتے لیکن صاحبِ فکر انسانوں کی حیثیت میں وہ خود اپنے مطالعے اور دوسرے علماء و حکماء کے مشاہدات و تجربات کے نتیجے کے طور پر صاف دیکھتے ہیں کہ زندگی کی کوئی صورت جب اپنی انتہائی ذرّاتی صورت سے برآمد ہوتی ہے تو محض ایک خلیے سے ترقی کرتی ہے اور بالآخر بزمِ کائنات میں اپنی شخصی حیثیت حاصل کر لیتی ہے۔ اس تمام عمل میں فطرت کا اعجاز یہ ہے کہ اُس نے ایک ہی خلیئے کو فروغ و افزائش کی ایسی ناقابلِ یقین قوتیں عطا کر رکھی ہیں کہ وہ اپنے آپ کو زندگی کی بے شمار صورتوں اور اس کرّے کے ہر گوشے کی بے حساب کیفیتوں کے ساتھ بہت جلد مطابقت پیدا کر کے اپنی بقاء، تحفّظ اور نشوو ارتقاء کا سامان کر لیتا ہے۔ سائنس دانوں کا خیال ہے کہ یہ اعجاز محض ایک حادثہ ہے جس کا وجود پانی، وقت اور بعض کیمیائی عناصر کی ترکیب باہم کا شرمندہ ہے۔ اس کے خلاف بعض دوسرے سائنس دان زندگی کی مختلف موجوں کی شخصیتوں اور اس کی روانی میں ایک نظم و تربیت کا سراغ پاتے ہیں، خواہ کوئی موج خلیئے کے سر چشمے سے نکل کر کسی پلپلے گھونگھے کی صورت اختیار کر لے اور کوئی دوسری موج خود انسان کی۔

ماضی کے دھندلکوں میں سے انسان کیسے اُبھرا اور کُرۂ ارض پر اُس کی زندگی کا آغاز کب اور کیونکر ہُوا۔ اس سوال پر متعدد زاویوں سے روشنی ڈالی جا سکتی ہے لیکن ان مختلف نقطہ ہائے نظر کا مطالعہ بہت سے ایسے لوگوں کو جو اس مسئلے پر مستقل اور جامد آراء رکھتے ہیں بے چین بھی کر سکتا ہے۔

انسانی زندگی کے آغاز بحیثیت ایک انسان کے متعلق مختلف اہل علم حضرات مختلف آراء رکھتے ہیں۔ مثال کے طور پر ایک نقطۂ نظر یہ ہے کہ انسان زندگی کی ابتدائی صورت سے ارتقاء کے ایک مسلسل اور تدریجی عمل کے ذریعہ معرض وجود میں آیا۔ ایک دوسری رائے یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنی دانش اعلیٰ سے کام لیتے ہوئے زندگی کو اس زمین پر نازل کیا اور پھر انسان کو اس کی صورتِ کاملہ میں تخلیق کیا۔ ایک اور قیاس یہ ہے کہ از بسکہ ذاتِ خداوندی جامد یا جمود پسند نہیں ہے۔ پس اس نے زندگی کو اس کی تمام کیفیتوں میں تخلیقات کے سلسلۂ عظیم کے ذریعہ پیدا کیا۔ ایک اور اس سے بھی جدا نظریہ یہ ہے کہ زندگی جو ترقی کرتے کرتے آخر کار انسان کی صورت میں ظاہر ہوئی بجائے خود ایک اتفاقِ حسنہ کا نتیجہ تھی کہ آغازِ عالم میں بعض کیمیائی مادوں اور پانی کی ایک اتفاقی آمیزش سے رونما ہوئی۔ اور پھر یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ اگر خالق اکبر کا وجود ہے تو اس نے زمین کے اصل عناصر سے ایک ایسی ہستی کو تخلیق کرنے کا ارادہ کیا کہ وہ شعور و ذہانت کا سرچشمہ بن سکے اور پھر شعور و ذہانت کو تمام دوسرے زندہ اجسام اور بیشتر غیر زندہ اجسام پر غلبہ و فوقیت عطا فرمائی جائے۔ ان تمام نظریات میں سے جو نظریہ بھی منتخب کیا جائے اس سے واضح یہی ہوتا ہے کہ جب اس کرۂ پر زندگی کا آغاز ہوا تو انسان آج کے مکمل انسان کی صورت میں وجود پذیر نہ تھا اور نہ ہو سکتا تھا۔ وہ اپنی موجودہ صورت میں بہت دیر کے بعد رونما ہوا اور اس وقت تک رونما نہیں ہوا جب تک یہ ثابت نہیں ہو گیا کہ انسانی دماغ اور انسانی ذہانت جیسی بے حد پیچیدہ اور از بس حیرت انگیز صنعت اور اس کی تکمیل و تحصیل کسی اور مخلوق کے بس کی بات نہیں۔ چنانچہ اگر یہ نظریہ تسلیم کر لیا جائے کہ انسانی تخلیق بھی زندگی کی اصل نمود کے ساتھ ہی شروع ہو گئی تو انسان کی موجودہ عمر کم از کم چالیس کروڑ سال ٹھہرتی ہے۔ اور ممکن ہے کہ اس سے بھی بہت زیادہ ہو لیکن موجودہ نظریات میں سے دوسرے نظریے کی رُو سے وہ زندگی کے آغاز سے بہت بعد ایک اشارۂ ربانی کی تعمیل و تکمیل میں لباسِ وجود سے آراستہ ہوا۔ اس کے مقابلے میں اگر تیسرا نظریہ قبول کیا جائے تو بھی انسان کی اولین نمود کی عمر کم از کم چند کروڑ سال ضرور قرار پائے گی۔ اور انسان بحیثیت انسان مکمل عالمانہ اور حکیمانہ شواہد کی رُو سے کم از کم دس لاکھ برس کی عمر رکھتا ہے۔ لیکن یہ اس کی عمر کا قلیل ترین تخمینہ ہے اور اس سے پہلے کی ارتقائی کیفیت کہ جس کے دوران میں وہ نہ معلوم کن کن منازل اور کن کن صورتوں میں سے گزرا ایک ایسے قدیم زمانہ سے تعلق رکھتی ہے جس کا شمار ہمارے دائرۂ اختیار سے بالکل باہر ہے۔

نیویارک کے ایک عجائب گھر میں ایک گھوڑے کا ڈھانچہ رکھا ہوا ہے۔ یہ آج سے لاکھوں بلکہ کروڑوں سال پہلے کا ڈھانچہ ہے۔ آجکل کے گھوڑے سے اس گھوڑے کا قد خاصا کم ہے۔ نیز

ایک اور حیران کن بات یہ ہے کہ اس کے ہر پاؤں کی تین تین انگلیاں ہیں۔ یہ چھوٹا سا جانور یقیناً بڑی تیزی سے بھاگتا ہوگا۔ ہم بلاشبہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ ایک قدیم زمانے کے گھوڑے کا ڈھانچہ ہے اور ہم ساتھ ساتھ یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ اس ننھے سے گھوڑے کو موجودہ زمانے کے بلند و بالا اور عظیم الشان گھوڑے تک پہنچتے پہنچتے جو کہ اپنے سُموں پر دوڑتا ہے کروڑوں سال لگ گئے ہوں گے۔ اس گھوڑے کے ارتقاء ارتقاء کے اس طویل عرصے میں اُس کے پاؤں کی ایک انگلی نے سُم کی صورت اختیار کر لی اور اس کا قد بھی کہاں سے کہاں جا پہنچا۔ اگر ہم اس تمام عرصے کو ایک پیمانے کے طور پر اپنے سامنے رکھتے ہیں اور پھر سوچتے ہیں کہ انسان کو ایک نُطفۂ بے معنی سے ترقی کر کے ہاتھ، پاؤں، ناک، کان اور دماغ کا انسانی قالب اختیار کرنے اور پھر اس معمولی اور ابتدائی صورت سے بلند ہو کر اپنی موجودہ حیثیت تک پہنچنے میں کتنا عرصہ لگا ہوگا۔ اور پھر جب ہم انقلابات اور تغیرات کے اُس طوفان کا اندازہ کرتے ہیں تو ہم حیران رہ جاتے ہیں کہ یہ بے یار و مددگار ہستی کیسے مسلسل ان میں سے گزرتی رہی۔ فطرت نے ایک ذرا سی ہستی کے علاوہ اسے کوئی اور ہتھیار نہ دیا تھا اور وہ اسی کی مدد سے خونخوار جانوروں اور زہریلے سانپوں اور بیماریاں پیدا کرنے والے جراثیم سے بچتا بچاتا کروڑوں سال بسر کر گیا۔ ایک انسان کو دوسرے حیوانات کی نسبت اپنے بچوں کی بڑی مدت تک دیکھ بھال کرنا پڑتی ہے

کیونکہ ایک انسانی بچہ بالکل بے بس ہوتا ہے اور ایک طویل عرصے تک اُسے ہر قسم کی مدد اور نگہداشت کی شدید ضرورت ہوتی ہے۔ اس پر مستزاد یہ کہ ایک انسانی بچہ ابھی بے بسی کے عالم میں ہوتا ہے کہ دوسرا آن پہنچتا ہے اور اس طرح انسان پر ایک ہی وقت میں متعدد بچوں کی مسلسل حفاظت اور غور و پرداخت کا بوجھ آن پڑتا ہے۔ غور کیجئے تو یہ کیفیت بھی اس کی بے پناہ قوتِ بقا کا ایک حیرت انگیز کرشمہ ہے جو اُسے عہد بہ عہد زندہ و پائندہ رکھتی چلی آئی۔ اور وہ برفانی زمانے اور اسی نوع کے دوسرے شدید طوفانی تغیرات میں سے سلامتی کے ساتھ بچ نکلا۔ جب کہ اس کے پاس اپنے جسم و جان کی حفاظت کا کوئی خاص سامان نہیں تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ دوسرے حیوانات بھی ان ادوار کی سختیاں برداشت کر گئے لیکن یہ توفیق لامحالہ اس ذاتِ برتر و توانا کا ایک کرشمۂ ادنیٰ ہے جو اپنے منصوبۂ خلقت کی محافظِ اعلیٰ اور نگہدارِ مطلق ہے۔ ورنہ بیشمار اقسام کے حیوانات معرضِ وجود میں آئے اور حالات کی تاب نہ لا کر کتمِ عدم میں رُوپوش ہو گئے۔ آج جا بجا اُن کے ڈھانچے برآمد ہوتے ہیں اور اس امر کی شہادت دیتے ہیں کہ عظیم الجثہ اور بے اندازہ طاقتور ہونے کے باوجود گردشِ دوراں کا مقابلہ نہ کر سکے اور اپنے سے بہتر مخلوق کے لئے جگہ خالی کر گئے۔

آثارِ قدیمہ کے علماء انسان کے ارتقاء کا جائزہ لیتے ہوئے اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ اس کی حیرت انگیز ترقی کا راز اس کی کھوپڑی کے غیر معمولی

تناسب بھی اور نتیجۃً اس کی قوتِ ذہنی میں ہے اور پھر انسان کی مختلف نسلیں ہمیشہ ایک دوسرے پر فوقیت و برتری پاتی رہی ہیں اور زمانہ حال میں بھی یہ عمل جاری ہے۔

اب ہمیں تمام تر غور اس بات پر کرنا ہے کہ کیا اس مسلسل ارتقاء کے نتیجے میں کبھی ایک ایسا زمانہ بھی آئے گا جب آجکل کے انسان کی بجگہ دنیا میں فوق البشر انسان پیدا ہو جائیں گے جو کرۂ زمین پر آجکل موجود انسانی نسلوں کو دھکیل کر ایک طرف کر دیں گے اور خود اس دنیا پر چھا جائیں گے۔ کیونکہ جیسے ہم اُوپر بیان کر آئے ہیں یہ تو اس دنیا کا اصول ہے کہ ایک ادنیٰ مخلوق کو اپنے سے اعلیٰ مخلوق کے لئے بہرحال یہ دُنیا چھوڑنا پڑتی ہے یہاں تک کہ اُن کا نام ونشان بھی دُنیا سے مٹ جاتا ہے۔ اگر کسی نوزائیدہ بچے کے کاسہ سر کا معائنہ کیا جائے تو یہ ظاہر ہو گا کہ اس کی مختلف ہڈیوں کے درمیان لچکدار مُرمری ہڈیاں موجود ہیں۔ تاکہ جب دماغ پھیل کر بڑا ہونے لگے تو یہ سمٹ جائیں اور دماغ کے پھیلنے اور ان ہڈیوں کے سُکڑنے کا یہ عمل جوانی تک جاری رہتا ہے لیکن افسوس کہ ہم میں سے اکثر لوگ اس جسمانی توسیع کے ساتھ اپنی ذہنی لچک جاری نہیں رکھ سکتے اور بہت جلد "سنگین دماغ" ہو جاتے ہیں اور روشنی کے اُن جھرنوں کو بند کر دیتے ہیں جن سے آفتابِ صداقت کی روشنی چھن چھن کر رہتی دنیا تک ذہنِ انسانی کو منور کر سکتی ہے +

مختلف زبانوں کا جلسہ

اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام سے وعدہ فرمایا تھا "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"۔ اس الہام کے پورا ہونے کا مشاہدہ ہم کئی طرح سے کرتے ہیں جس کی ایک شکل دُنیا کی مختلف زبانوں کا جلسہ ہے جو ہر سال شعبہ تحریک جدید خدام الاحمدیہ کے تحت منعقد ہوتا ہے جس میں دُنیا کے مختلف ممالک کی زبانیں جاننے والے احمدی دوست اپنی اپنی زبان میں تقریر کرتے ہیں۔ اس سال ۲۷ فتح (دسمبر) کو ۸ بجے شب مسجد مبارک ربوہ میں زیر صدارت مکرم ومحترم شیخ مبارک احمد صاحب سابق رئیس التبلیغ مشرقی افریقہ یہ جلسہ منعقد ہوا جس میں دنیا کی مختلف تیئیس زبانوں میں تقاریر ہوئیں۔

غیر ملکی طلباء کو ان کے ملکی لباس میں دیکھ کر حاضرین نے "اللہ اکبر" اور "ارضِ بلال زندہ باد" کے نعرے لگائے۔

بعد میں صدارتی خطاب میں مکرم ومحترم شیخ صاحب نے سواحیلی زبان کے کچھ کلمات کہے اور جلسہ کی غرض وغایت بیان کی۔ اور بتایا کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام یأتون من کل فج عمیق و یأتیک من کل فج عمیق کے پورا ہونے کا ایک ثبوت آج کا جلسہ ہے +

(مہتمم تحریک جدید خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

محترم صاحبزادہ مرزا عزیز احمد رضی اللہ عنہ کی رحلت

پر

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی قرارداد تعزیت

ہم ممبران مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ مجلس عالمگیر کی نمائندگی میں سلسلہ احمدیہ کے نامور بزرگ اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سب سے بڑے پوتے حضرت صاحبزادہ مرزا عزیز احمد ایم اے رضی اللہ عنہ سابق ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ پاکستان کی رحلت پر شدید درد و الم کا اظہار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت صاحبزادہ صاحب مرحوم و مغفور کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور قرب خاص سے نوازے۔ آمین

حضرت صاحبزادہ مرزا عزیز احمد رضی اللہ عنہ کا وجود اعلیٰ اوصاف کا حامل تھا۔ آپ بہت ہی بےنفس، منکسر المزاج اور مخلوقِ خدا سے گہری ہمدردی رکھنے والے بزرگ تھے۔ آپ نے طویل عرصہ تک سرکاری ملازمت کی اور ریٹائرمنٹ کے بعد ایک لمبے عرصہ تک خدمتِ سلسلہ بجالانے کی توفیق پائی۔ آپ کے یہ دونوں زمانے سرکاری ملازمین اور خدمتِ سلسلہ بجالانے والوں کے لئے قابلِ رشک اور قابلِ تقلید ہیں۔

آپ کا وجود خدا تعالیٰ کے نشانوں میں سے تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے قبولِ احمدیت سے قبل ہی سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب میں آپؓ کے قبولِ احمدیت کا نظارہ دکھایا تھا۔

ہم ممبران خدام الاحمدیہ مرکزیہ اس موقع پر جملہ افراد خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خصوصاً سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز، محترمہ بیگم صاحبہ حضرت صاحبزادہ مرزا عزیز احمد رضی اللہ عنہ، آپ کے فرزندان صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب اور صاحبزادہ مرزا افلام احمد صاحب، آپ کی صاحبزادیوں، آپ کے بھائی مرزا رشید احمد صاحب اور افرادِ خاندان حضرت میر محمد اسحاق صاحب رضی اللہ عنہ اور دوسرے تمام متعلقین کی خدمت میں انہی الفاظ میں جو خدا تعالیٰ نے اپنی پاک کتاب قرآن مجید میں سکھائے ہیں یعنی اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کا پیغام تعزیت پیش کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سب کا حافظ و ناصر ہو اور انہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کا مصداق بنائے اور تمام افرادِ جماعت کو حضرت میاں صاحبؓ کا بےنفس اور پاک نمونہ اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اَللّٰھُمَّ آمین ؛

ہم ہیں ممبران مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

سیرالیون میں تبلیغِ اسلام کے ایمان افروز واقعات

(مکرم مولانا محمد صدیق صاحب شاہد۔ سابق مبلغ انچارج سیرالیون)

(سالانہ اجتماع کے موقعہ پر پڑھا گیا)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے اس زمانہ میں اسلام کی ترقی اور ادیانِ باطلہ پر فتح اور غلبہ کے لئے مبعوث فرمایا ہے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے علم پاکر اسلام کے شاندار مستقبل کی نشاندہی ان الفاظ میں فرمائی۔

"قریب ہے کہ سب ملتیں ہلاک ہونگی مگر اسلام اور سب حربے ٹوٹ جائیں گے مگر اسلام کا آسمانی حربہ کہ وہ نہ ٹوٹے گا نہ کند ہوگا۔ جب تک کہ جالیت کو پاش پاش نہ کر دے۔ وہ وقت قریب ہے کہ خدا کی سچی توحید جس کو بیابانوں کے رہنے والے اور تمام تعلیموں سے غافل بھی اپنے اندر محسوس کرتے ہیں ملکوں میں پھیلے ....." (تذکرہ صفحہ ۲۹۴)

پھر جماعت احمدیہ کی ترقی کے ضمن میں فرمایا:۔

"خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دیگا اور میری محبت دلوں میں بٹھائیگا اور میرے سلسلہ کو تمام زمین میں پھیلائیگا اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب کریگا...... اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جائیگا۔" (تذکرہ صفحہ ۶۰۴)

جب ایک مبلغ احمدیت افریقہ کے ممالک میں جاتا ہے اور وہاں کے جنگلات میں پھر کر اسکی مختلف چھوٹی چھوٹی بستیوں میں حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے نام لیواؤں سے ملاقات کرنے، ان کی قبولِ احمدیت کی داستان سُننے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور سلسلہ احمدیہ سے ان کی محبت اور لگن کو دیکھنے کا موقعہ ملتا ہے تو اس کا دل بے اختیار ہو کر آستانہ الوہیت پر سجدہ ریز ہونے کو چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حسب وعدہ محض اپنے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جائے پیدائش سے ہزاروں ہزار میل دور آپ کے محبوں کا گروہ پیدا کر دیا ہے جن کے دل آپ کی محبت اور عشق سے اسی طرح سرشار ہیں جس طرح کہ ہندوستان اور پاکستان میں بسنے والے احمدیوں کے جنہوں نے آپ کو یا آپ کے بعد آپ کے خلفاء کو دیکھنے کا شرف حاصل کیا ہے۔

سیرالیون مغربی افریقہ کی سرزمین جہاں خاکسار کو قریباً ۱۴ سال تک مختلف اوقات میں فریضۂ تبلیغ سرانجام دینے کا موقعہ ملا ایک مبلغ کے لئے ایسے ہی جذبات پیدا کرنے کا موجب بنتی ہے۔

سیرالیون میں قریباً پچاس سال قبل احمدیت کا بیج حضرت

مسیح موعود علیہ السلام کے جلیل القدر صحابی حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیرؓ کے ذریعہ بویا گیا۔ پھر مکرم حکیم فضل الرحمٰن صاحب چند دن کے لئے وہاں تشریف لے گئے اور آخر مستقل مشن مکرم مولانا نذیر احمد صاحب علی مرحوم کے ذریعہ ۱۹۳۷ء میں قائم ہوا۔ اب وہ بیج خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک تناور درخت بن چکا ہے اور اسکی شاخیں ملک کے چاروں کونوں میں پھیل چکی ہیں ہزاروں سعید روحیں اس کے سایہ میں آکر روحانی اطمینان اور سکون کی زندگی بسر کر رہی ہیں بعض احمدیوں کا اخلاص اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ ان کا عشق و محبت قابل رشک ہے۔

مجھے یاد ہے سیرالیون میں ایک لبنانی دوست سید امین خلیل ابتدائی احمدیوں میں سے تھے۔ جب بھی ان سے ملاقات کا موقع ملتا وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذکر پر اس پیار و محبت سے سیدنا احمدؑ کہتے کہ یصلّون علیک ابدال الشام کا نظارہ آنکھوں کے سامنے آجاتا اور اس الہام الٰہی کی صداقت واضح ہوجاتی۔ اُن کی وفات سے قبل میں اُن سے ملا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام لیکر بے اختیار رونے لگے اور کہنے لگے کہ ایک خواہش تھی کہ کسی طرح میں قادیان جاسکتا اور وہاں سیدنا احمدؑ کی قبر پہ جھاڑو دیتا مگر وہ خواہش پوری نہیں ہوسکی۔ بہرحال اخلاص و محبت کے ایسے نظارے وہاں کافی نظر آتے ہیں۔

آج سے بیس سال قبل جب میں پہلی بار سیرالیون گیا اُس وقت اندرونِ ملک نہ تو کوئی پکی سڑک تھی اور نہ کوئی بس وغیرہ چلتی تھی۔ سارے ملک میں سفر کے لئے ٹرک وغیرہ استعمال ہوتے تھے جن میں مبلغین کو بھی سفر کرنا ہوتا۔ چنانچہ ایک دورہ کے دوران خاکسار ایک جگہ ایک ٹرک سے اُترا ساتھ ایک لوکل مبلغ تھا جو ترجمانی کا کام کرتا تھا وہاں سے ہم نے پیدل سات آٹھ میل ایک جماعت میں جنگل کے راستہ جانا تھا۔ جب ہم ٹرک سے اُترے تو گرد و غبار سے ہمارے کپڑے خراب ہو چکے تھے۔ گرمی کا موسم تھا پیاس بھی لگی ہوئی تھی۔ سڑک کے کنارے ایک چھوٹا سا مکان تھا جس میں ایک شخص معمولی دکان کرتا تھا۔ چنانچہ ہم اس کے پاس گئے تا اگر پانی میسر ہو تو پی لیں اور کپڑے وغیرہ بھی صاف کر لیں۔ جب ہم نے اس شخص سے پانی طلب کیا تو وہ خود ہی ہمیں کہنے لگا کہ میں جانتا ہوں آپ لوگ احمدیہ جماعت سے تعلق رکھتے ہیں اور میں تمہیں بتانا چاہتا ہوں کہ گو میں احمدی نہیں ہوں مگر آپ کی تعلیم کا مجھ پر گہرا اثر ہے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ تھوڑے ہی عرصہ میں تم لوگ سیرالیون پر غالب آجاؤ گے۔ اب عیسائیوں کا وقت ختم ہوگیا اب تمہاری باری ہے۔ یہ وہ وقت تھا جب ہماری جماعت کی وہاں تعداد زیادہ نہیں تھی سیکنڈری سکول کوئی نہیں تھا صرف چند پرائمری سکول تھے ہسپتالوں کے قیام کا خیال بھی نہیں تھا مگر اب جبکہ اس شخص کے قول کو بیس سال گزر چکے ہیں سیرالیون میں خدا تعالیٰ کے فضل سے احمدیت کی ترقی اور غلبہ کے آثار واضح طور پر نظر آنے لگے ہیں اور ہر دن جو چڑھتا ہے وہ جماعت کی عزت، وقار اور اس کی غیر معمولی قبولیت کا پیغام لے کر آتا ہے۔

ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورہ نے وہاں ایک غیر معمولی انقلاب برپا کر دیا۔ اور سیرالیون میں حضور کے صرف ۹ دن کے قیام نے وہ اثر چھوڑا جو گزشتہ باسٹھ سال میں بھی پیدا نہ ہو سکا تھا۔

ایک مسلمان لیڈر آنریبل سنوسی مصطفٰے نے جو گزشتہ حکومت میں نائب وزیر اعظم کے عہدہ پر بھی فائز رہے تھے حضور کو ایڈریس پیش کرتے ہوئے کہا کہ آپ کی آمد سے نہ صرف احمدیوں بلکہ سیرالیون کے سب مسلمانوں کے سر فخر سے بلند ہو گئے ہیں کہ اسلام میں ایسے روحانی اور خدا رسیدہ وجود پائے جاتے ہیں۔

حضور اقدس کے دَورہ کے معاً بعد مشن نے تبلیغی اور تعلیمی دونوں میدانوں میں غیر معمولی ترقی کی۔ نصرت جہاں سکیم کے ماتحت اس وقت تک پانچ ڈاکٹر وہاں پہنچ چکے ہیں اور مختلف مقامات پر طبی خدمات سرانجام دے رہے ہیں جن کا اپنوں اور بیگانوں پر گہرا اثر پڑ رہا ہے۔ چار سیکنڈری سکول تو پہلے ہی موجود تھے ایک مزید روکوپر میں کھل چکا ہے۔ ان کے علاوہ ۲۲ پرائمری اسکول کامیابی سے چل رہے ہیں اور ان سب امور کی وجہ سے وہاں کی حکومت پر احمدیہ مشن کی خدمات کا بے حد اثر ہے۔ چنانچہ اس سال سیرالیون کے پریذیڈنٹ ڈاکٹر شیکا پی سٹیونس نے پارلیمنٹ کی افتتاحی تقریر میں اس امر کا ذکر کیا کہ احمدیہ مشن اس ملک کی گراں قدر خدمات سرانجام دے رہا ہے اور اب تعلیمی خدمات کے علاوہ مشن کے پانچ ہسپتال بھی عوام کو طبی سہولتیں پہنچا رہے ہیں جس کی وجہ سے حکومت اس مشن کو قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔

جماعتی طور پر بھی حضور کے دَورہ کے بعد خاص ترقی ہوئی۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فری ٹاؤن سے اندرونِ ملک کے ایک شہر بو بذریعہ کار تشریف لے جا رہے تھے راستہ میں ایک مقام پر ہمارے دو سکول آتے ہیں ان کو اطلاع تھی کہ سڑک کے کنارے حضور کے استقبال کے لئے بچے سے آئیں۔ چنانچہ جب حضور کا قافلہ وہاں پہنچا تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہاں سڑک کے دونوں جانب نہ صرف سکول کے بچے ہیں بلکہ خاصی تعداد میں مرد اور عورتیں بھی جو غیر از جماعت تھے حضور کی زیارت کے لئے جمع ہیں۔ خاکسار نے حضور سے ان کا تعارف کرایا اور حضور نے ازراہ شفقت نوازش کار سے اُتر کر سب مردوں اور بچوں سے مصافحہ فرمایا۔ اب حضور تو وہاں سے آگے روانہ ہو گئے مگر ان لوگوں کے دلوں میں احمدیت کی صداقت کی ایک چنگاری روشن کر گئے۔ چنانچہ حضور کے دَورہ کے معاً بعد خاکسار کو ان کی طرف سے پیغام ملا کہ میں انکے گاؤں میں جا کر انہیں جمعہ کی نماز پڑھاؤں۔ جس پر خاکسار وہاں دقت مقررہ پر گیا۔ جمعہ سے قبل ایک اجلاس میں احمدیت کی صداقت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کی غرض وغایت پر تقاریر بھی ہوئیں اور جمعہ کے بعد ایک خاصی تعداد وہاں بیعت کر کے سلسلہ میں داخل ہو گئی۔ اس کے بعد پاکستانی اور لوکل مبلغین اس علاقہ میں بھجوائے گئے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے پانچ گاؤں میں ہماری جماعتیں قائم ہو گئیں۔

اسی طرح کا ایک اور واقعہ ہے کہ حضور انور جب بو میں تھے کینیما (Kenema) شہر سے ایک چیف حضور کی زیارت اور ملاقات کے لئے آیا اور حضور سے ملاقات کرتے ہی اس نے احمدیت قبول کرنے کا اعلان کر دیا اور بیعت کر کے سلسلہ میں داخل ہوا۔ اس نے واپس جا کر شہر کے عین وسط میں ایک قطعہ زمین مشن کے نام ہبہ کر دیا جس پر غیر از جماعت احباب کی طرف سے بہت مخالفت

ہوئی اور بعض شرکا نے بھی عدم تعاون کا ثبوت دیا جس کی وجہ سے اس نے ایک اور اپنا ذاتی قطعہ اس غرض کے لئے وقف کر دیا اور اب خدا تعالیٰ کے فضل سے وہاں مسجد کی تعمیر کا کام شروع ہے۔ یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ جب سے سیرالیون میں مشن کا قیام عمل میں آیا۔ اس شہر میں شدید مخالفت کی وجہ سے مشن کو کوئی قطعہ زمین مسجد اور مشن ہاؤس کے لئے نہیں مل سکا تھا مگر اب خدا تعالیٰ نے خود ہی ایسے سامان پیدا فرما دیئے کہ بغیر کسی قیمت کے یہ مسئلہ حل ہو گیا اور اس شہر میں جو تجارتی لحاظ سے ایک اہم شہر ہے ہمارے مشن کی مضبوطی کی بنیاد پڑ گئی ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

وقارِ عمل خدام الاحمدیہ کے لائحہ عمل میں ایک خاص اہمیت کا حامل ہے۔ چنانچہ اس ضمن میں ایک وقارِ عمل کا ذکر بھی خالی از فائدہ نہیں ہوگا جس نے نہ صرف جماعت احمدیہ سیرالیون میں بیداری پیدا کر دی بلکہ غیر از جماعت لوگوں کے لئے بھی خاص دلچسپی اور رغبت کا باعث بنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے دورہ سیرالیون کے دوران ہماری درخواست پر "بو" میں احمدیہ سنٹرل مسجد کا سنگِ بنیاد اپنے دستِ مبارک سے رکھا۔ ایک سال تک اس مسجد کی تعمیر کا کام مالی مشکلات کی وجہ سے رکا رہا۔ آخر یہ سوچ کر کہ تھوڑی سی رقم سے کام شروع کر دیا جائے اور پھر بنیادیں ذرہ اوپر اٹھا کر احباب سے چندہ کی اپیل کی جائے گی۔ کام جاری کر دیا گیا مگر خدا تعالیٰ کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ وہ کام ایسا شروع ہوا کہ کسی مرحلہ پر اسے روکنے کی ضرورت پیش نہ آئی اور غیب سے ایسے سامان پیدا ہوتے گئے کہ تعمیر کا کام برابر جاری رہا اور چار ماہ کے اندر اندر مسجد کی دیواریں چھت تک پہنچ گئیں۔ اب ارادہ یہ کیا گیا کہ چھت سے قبل مستورات کے لئے اوپر ایک گیلری ڈال دی جائے جس پر قریباً ایک ہزار پونڈ کے خرچ کا اندازہ تھا جو بظاہر مشکل نظر آتا تھا۔ مگر خدا تعالیٰ نے وہ مشکل بھی حل کر دی اور سب سامان مہیا ہو گیا۔ اب گیلری پر کنکریٹ ڈالنے کے لئے اجتماعی وقارِ عمل کے لئے ایک دن مقرر کیا گیا جس دن تمام سیکنڈری سکولز کے پرنسپل صاحبان، اساتذہ، مبلغین اور احباب جماعت حتیٰ کہ عورتیں اور بچے بھی مقامِ عمل پر اکٹھے ہو گئے اور صبح آٹھ بجے کام شروع ہو گیا۔ خاکسار بعض وجوہ کی وجہ سے فری ٹاؤن سے شام کے وقت بو پہنچا تو کیا دیکھا کہ کام ابھی نصف باقی ہے اور چھت پر بلب روشن کر کے کنکریٹ ڈالی جا رہی ہے۔ میرے پوچھنے پر احباب جماعت نے یک زبان ہو کر کہا کہ خواہ کچھ بھی ہو انشاء اللہ یہ کام ختم کر کے دم لینا ہے۔ تھکاوٹ سے اُن کے جسم چور چور تھے۔ کیونکہ صبح سے شام تک سوائے کھانے کے وقفہ کے وہ متواتر کام کر رہے تھے لیکن ان کے حوصلے بلند تھے۔ رات کے دس بجے یہ کام مکمل ہوا تو احباب گھروں کو تشریف لے گئے۔

اس کے بعد دوسرا مرحلہ وہ آیا جبکہ اصل چھت پر کنکریٹ ڈالنے کا کام تھا۔ احبابِ جماعت پھر اسی طرح اکٹھے ہوئے۔ اس دفعہ احمدیہ سیکنڈری سکول "بو" کے ایک سو طلباء نے بھی اپنی خدمات پیش کیں اور

صبح ۸ بجے کام شروع ہوا اور احباب جماعت نے پورے جوش اور جذبہ سے کام کیا مگر شام تک نصف حصہ بھی پُر نہ ہو سکا۔ طلباء تو تھک کر چلے گئے مگر احباب جماعت جن میں بچے اور عورتیں بھی شامل تھیں متواتر کام کرتے رہے حتیٰ کہ رات تین بجے گئے۔ آخر خاکسار نے احباب کو کچھ سستانے کے لئے وقت دیا اور صبح کی نماز کے بعد پھر کام شروع ہو گیا اور اگلے روز بارہ بجے خدا تعالیٰ کے فضل سے مکمل چھت پر کنکریٹ ڈال دیا گیا۔

یہ نظارہ دیکھنے کے قابل تھا۔ لوگ سڑک پر سے گزرتے اور احباب جماعت کو اس طرح جوش و خروش سے کام کرتے دیکھتے تو رشک سے کہتے کہ کاش ہم میں بھی ایسی تنظیم اور جذبہ قربانی پایا جاوے۔ اور بعض تو یہ نظارہ دیکھ کر خود بھی ثواب کی خاطر کام میں آشریک ہوتے۔ اب وہ مسجد خدا تعالیٰ کے فضل سے کافی حد تک مکمل ہو چکی ہے اور صرف اس کے منارے وغیرہ بننے باقی ہیں۔ احباب دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس کی تکمیل کے جلد سامان پیدا فرمائے۔

آخر میں یہ عرض کروں گا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ جو وعدے خدا تعالیٰ نے اسلام کے غلبہ اور فتح کے فرمائے تھے وہ انشاء اللہ جلد پُورے ہوں گے اور جیسا کہ ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ہے آئندہ پچیس سال میں یہ تغیر رونما ہونیوالا ہے۔ حضور فرماتے ہیں:۔

"مَیں آپ سب کو پُوری قوت سے بتا دینا چاہتا ہوں کہ اسلام کے غلبہ کا عظیم دن طلوع ہو چکا ہے دُنیا کی کوئی طاقت اس حقیقت کو ٹال نہیں سکتی۔ احمدیت فتح مند ہو کے رہیگی انشاء اللہ۔ آئندہ پچیس سال کے اندر اندر اسلام کا غلبہ آپ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے مَیں بوڑھوں اور جوانوں اور مردوں اور عورتوں سے پکار کر کہتا ہوں کہ اللہ کے دین کی خاطر قربانی کے لئے آگے آؤ۔ اسلام کی فتح کے دن اٹل ہیں اگرچہ بادی النظر میں یہ چیز ناممکن نظر آتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے کہ اسلام کے غلبہ کا دن طلوع ہو چکا ہے اس کا فضل شاملِ حال رہا تو یہ بظاہر ناممکن ممکن ہو کر رہے گا۔"

(الفضل ۲ر جون ۱۹۷۰ء)

پس اب ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنے اندر ایک پاک اور حقیقی تبدیلی پیدا کریں۔ اپنے اخلاق بلند کریں۔ فریضۂ تبلیغ کی اہمیت کا احساس کرتے ہوئے اپنی زندگیاں خدمتِ دین کے لئے وقف کریں اور اس مقدس کام میں دیوانہ وار لگ جائیں۔ تا مسیحِ محمدی کا پیغام جو در اصل رسول پاک محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کا پیغام ہے ہر چھوٹے بڑے تک پہنچ جائے اور اس طرح سے اپنے لئے بھی اور دوسروں کے لئے بھی ابدی راحت و سکون کا سامان پیدا کریں۔ خدا تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ +

گھوڑ دوڑ اور دیگر مقابلہ جات کا ٹورنامنٹ

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دستِ مبارک سے انعامات تقسیم فرمائے

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے شعبہ صحت جسمانی کے زیرِ اہتمام گھوڑ دوڑ اور گھوڑوں سے متعلق دیگر مختلف مقابلہ جات پر مشتمل دو روزہ ٹورنامنٹ کامیابی کے ساتھ منعقد ہوا جس کے اختتام پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت بنفسِ نفیس تشریف لاکر امتیازی کامیابی حاصل کرنے والوں کو اپنے دستِ مبارک سے انعامات تقسیم فرمائے اور دعا کرائی۔ فائنل مقابلہ جات حضور نے خود ملاحظہ فرمائے اور کارکنوں کو اہم اور ضروری ہدایات دیکر ان کی راہ نمائی فرمائی۔

واضح رہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمتِ مسلمہ کو گھوڑوں کی پرورش اور ان کی نگہداشت کرنے کی خصوصی تاکید فرمائی ہے۔ حتیٰ کہ حضور ؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ گھوڑوں کی پیشانیوں سے تاقیامت خیر و برکت وابستہ رہے گی (بخاری کتاب الجہاد) انہی ارشاداتِ نبوی کی بناء پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے ذی استطاعت احباب کو اچھی نسل کے گھوڑے پالنے کی خصوصی تحریک فرمائی ہے اور اسی تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے یہ ٹورنامنٹ منعقد کیا گیا ہے۔ جو انشاء اللہ زیادہ وسیع پیمانے پر ہر سال منعقد ہوا کرے گا۔ اِس دفعہ کے ٹورنامنٹ کو کامیاب بنانے میں مکرم چوہدری رشید احمد صاحب قائد خدام الاحمدیہ سرگودھا نے خاص طور پر کوشش کی۔ جزاھم اللہ۔

ٹورنامنٹ کا افتتاح ۹ رفتح کو صبح ۱۱ بجے تعلیم الاسلام کالج اور محلہ دارالعلوم کے درمیان واقع کھلے اور وسیع میدان میں محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ پاکستان نے مختصر تقریر اور دُعا کے ساتھ فرمایا۔ آپ کی تقریر سے پہلے مہتمم صحتِ جسمانی خدام الاحمدیہ مرکزیہ مکرم پروفیسر عبدالرشید صاحب غنی ایم۔ ایس سی نے مختصر رپورٹ پڑھ کر سُنائی۔ موسم کی خرابی کے باوجود دونوں دن اہلِ ربوہ کثیر تعداد میں مقابلہ جات دیکھنے کے لئے آتے رہے۔ بالخصوص فائنل مقابلوں کے وقت (جب کہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بھی تشریف لائے ہوئے تھے) ان کی تعداد بہت زیادہ تھی اور بڑی دلچسپی کے ساتھ مقابلہ جات دیکھتے رہے۔

محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب نے ٹورنامنٹ کا افتتاح کرتے ہوئے جو خطاب فرمایا اس میں آپ نے احادیث نبویہ کی رو سے گھوڑوں کو پالنے کی اہمیت کو واضح فرمایا اور بتایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے مسلمانو! تمہارے کھیل کود کے کاموں میں سے صرف گھوڑ دوڑ اور نیزہ بازی ہی ایسے ہیں کہ جن میں خدا کے فرشتے بھی شریک ہوتے ہیں۔ اب ظاہر ہے کہ جس کام میں خدا کے فرشتے شریک ہوں وہ کتنا مبارک ہوگا۔ آپ نے فرمایا ہمیں چاہیئے کہ ان ارشادات نبوی کی تعمیل میں ہم ان مشاغل کو اپنائیں۔ یہ علاوہ دیگر فوائد کے ایک اعلیٰ قسم کی ورزش بھی ہے جو صحت جسمانی کو برقرار رکھتی ہے۔

ٹورنامنٹ کے فائنل مقابلے ۱۰ر دسمبر کو بعد دوپہر منعقد ہوئے۔ اس موقعہ پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں تشریف لانے اور اپنے دست مبارک سے انعامات تقسیم کرنے کی درخواست کی گئی تھی جسے حضور نے ازراہ شفقت منظور فرمالیا۔ چنانچہ حضور سوا دو بجے بذریعہ کار تشریف لائے اور حضور نے فائنل مقابلہ جات خود ملاحظہ فرمائے۔ اس موقعہ پر مکرم مبشر احمد صاحب وریام ایڈووکیٹ سرگودھا لاؤڈ سپیکر پر مقابلہ جات کی تفصیل (بطور رننگ کومنٹری) بیان کرتے رہے۔

فائنل مقابلہ جات کے بعد اختتامی تقریب شروع ہوئی جس کا آغاز مکرم لئیق احمد صاحب طاہر سابق مبلغ انگلستان نے تلاوت قرآن مجید کے ساتھ کیا۔ اس موقع پر محترم چوہدری حمید اللہ صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے مختصر رپورٹ پڑھ کر سنائی جس میں یہ بتایا گیا تھا کہ اس دفعہ صرف ضلع جھنگ، ضلع سرگودھا اور ربوہ کے ۴۰ گھوڑے اس ٹورنامنٹ میں شریک ہوئے۔ آئندہ سال امید ہے کہ انشاء اللہ پنجاب کے دیگر اضلاع کے گھوڑے بھی بڑی تعداد میں شامل ہوں گے۔

اپنی رپورٹ کے آخر میں محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے حضور کی خدمت میں اپنے دست مبارک سے انعامات تقسیم کرنے کی درخواست کی چنانچہ حضور ایدہ اللہ میدان میں تشریف لے گئے۔ جہاں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والے گھوڑے اور ان کے سوار کھڑے تھے۔ حضور نے اپنے دست مبارک سے انہیں انعامات عطا فرمائے اور پھر اپنے مختصر خطاب میں حضور نے احباب کو گھوڑے پالنے کی طرف خصوصی توجہ دینے کی تحریک فرمائی اور اپنی اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ آئندہ اس ٹورنامنٹ میں بہت زیادہ تعداد میں احباب اپنے گھوڑے لایا کریں گے حتیٰ کہ آئندہ چار پانچ سال تک اس میں شامل ہونیوالے گھوڑوں کی تعداد کم از کم چالیس صد تک ضرور پہنچ جانی چاہیئے۔ یہ وہ ٹارگٹ ہے جو اب احباب کے پیش

مکرم خواجہ وحید الدین صاحب
دار الرحمت وسطی۔ ربوہ

الرجی کیا ہے؟

الرجی (Allergy) ان امراض میں سے ہے جن پر دنیا کے ماہرین علم طب، جن میں ایلو پیتھی، ہومیو پیتھی اور طب یونانی وغیرہ شامل ہیں، ریسرچ کر رہے ہیں لیکن ابھی تک اس کا قطعی علاج دریافت نہیں ہو سکا۔

الرجی ہومیو پیتھی کی اصطلاح ہے جس کا اردو ترجمہ زود حسی بھی کیا جا سکتا ہے۔ حقیقت میں یہ مرض انسانی حسیات سے متعلق ہے اور اس مرض کا حملہ کسی ناپسندیدہ چیز کو دیکھنے، سونگھنے اور چھونے وغیرہ سے ہوتا ہے۔ اُس وقت تک کی تحقیقات کے پیشِ نظر یہ مرض ردِ عمل اور انتقامی جذبے کو دبانے سے جڑ پکڑتا ہے۔ یہ عام مشاہدے کی بات ہے کہ بعض اوقات ہم ناپسندیدہ باتوں کو سُننے اور ناپسندیدہ رویّے کو برداشت کرنے پر مجبور ہوتے ہیں تو طبیعت میں ایک اشتعال عود کر آتا ہے لیکن اپنی ناپسندیدگی کا اظہار نہ کر سکنے کے باعث طبیعت میں جو گھٹن اور انتقامی جذبہ اُبھرتا ہے، اس سے بدن کی حِسّوں میں ایک ہیجان پیدا ہو جاتا ہے اور کچھ خاص مادے خون میں شامل ہو جاتے ہیں۔ الرجی کی ابتدا اسی سے ہوتی ہے۔ آہستہ آہستہ مریض اس قدر زود حِس ہو جاتا ہے کہ معمولی سی ناپسندیدہ بات کا ردِّ عمل بھی شدّت پکڑتا ہے اور مریض پر الرجی کے حملے کا سبب بن جاتا ہے۔

جب کسی مریض پر الرجی کا حملہ ہوتا ہے تو اس کے اثرات بدن پر بھی نمایاں ہوتے ہیں۔ چنانچہ بدن کے مختلف حصّوں پر پِتّی اُچھل آتی ہے۔ اسکے دَورے کی شدّت سے کھُجلی، زکام اور سانس کی تکلیف بھی ہو جاتی ہے۔ الرجی سے جگر اور مثانہ بھی کمزور ہو جاتا ہے۔ پیشاب بار بار آتا ہے۔ لیکن ایک خاص بات یہ بھی ہے کہ اس کے مریض کے لئے ضروری نہیں کہ سارا جسم ایک ہی وقت میں متاثر ہو بلکہ نہایت شاعرانہ رنگ میں کبھی اُوپر والے لب پر الرجی پیدا ہوتی ہے تو کبھی رُخسار کو متورم کرتی ہے اور کبھی پیشانی اور بدن کے دوسرے حصّوں کو۔

دراصل الرجی شرفاء کی بیماری ہے اور شرفاء میں بھی زیادہ مہذّب اور با اخلاق لوگوں پر حملہ کرتی ہے کیونکہ ایسے ہی لوگ اپنی تہذیب اور اخلاق کے سبب دوسروں کی بہت سی ناپسندیدہ باتوں کے سُننے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ اور سوائے اس کے کہ انہیں برداشت کر جائیں وہ کوئی اَور راستہ نہیں پاتے۔

ایسے ہی شہروں میں رہنے والے نسبتاً زیادہ حساس اور مہذب ہونے کی وجہ سے بہت سی رسمی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہوتے ہیں اور جن کے سبب وہ عام لوگوں کی طرح من مانی نہیں کر سکتے۔ اس طرح وہ ایک گھٹن محسوس کرتے ہیں جو اُن کے اعصاب پر حاوی ہو جاتی ہے اور آخر کار وہ الرجی کا شکار ہو جاتے ہیں۔

امریکہ میں ایک مرتبہ محکمہ صحت والوں نے ایسے لوگوں کے اعداد و شمار اکٹھے کئے جو الرجی کے شکار تھے۔ ان میں اکثریت تعلیم یافتہ طبقہ یعنی شاعروں، ادیبوں اور مفکروں کی تھی۔

ملکہ الزبتھ کو سُرخ رنگ سے الرجی ہو جاتی ہے۔ اس کی وجہ ضرور اُن سے گزرا ہوا کوئی داخلی معاملہ ہوگا۔ چنانچہ اُن کے محل میں اور دیگر تقریبات میں خصوصیت سے اہتمام کیا جاتا ہے کہ ملکہ کی نظر سُرخ رنگ پر نہ پڑے۔

نواب اَوَدھ تانا شاہ کے بارے میں مشہور ہے کہ خوشبوؤں کے بارے میں اس قدر زود حس تھے کہ چند خاص قسم کی خوشبوئیں ہی استعمال کر سکتے تھے ورنہ طبیعت خراب ہو جاتی تھی۔

الرجی کے مریض نہ صرف ذہنی طور پر حساس ہوتے ہیں بلکہ اُن کی جلد بھی حساس ہوتی ہے۔ اچانک گرمی سے سردی میں آنے سے بھی الرجی کے پتّ نمودار ہونے لگتے ہیں۔ نائلون، اون اور ربڑ کی اشیاء کا استعمال بھی الرجی کے مریضوں پر بُرا اثر ڈالتا ہے اسی لئے ایسے مریضوں کو نائلون اور ہوائی چپلوں کے پہننے سے منع کیا جاتا ہے۔

الرجی کا شکار کم سن بچے سے لے کر بڑی عمر تک کے لوگ ہو سکتے ہیں۔ بعض لوگ الرجی کو مرض نہیں مانتے اور اپنے آپ کو نازک مزاج اور حساس کہہ کر دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر حقیقت اس کے سراسر اُلٹ ہے۔ الرجی سچ مچ ایک مرض ہے۔ اس مرض پر تیزی کے ساتھ تحقیقات کی جا رہی ہے اور ابھی تک کوئی تیر بہدف علاج دریافت نہیں ہوا۔ تاہم انسان اپنے ماحول کو جس قدر خوشگوار اور پُرسکون بنا لے الرجی کے مرض کی شدت میں اسی قدر کمی آتی جاتی ہے ✦

اخبارِ مجالس

مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ

یورپین مبلغ اسلام کی تقریر:-

مکرم بشیر احمد صاحب آرچرڈ مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے مورخہ ۱۲ر جنوری کو مسجد ناصر میں خدام الاحمدیہ کے اجلاس عام سے خطاب فرمایا۔ یہ اجلاس مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ کے زیر انتظام کروایا گیا تھا۔ آپ نے "مقصدِ حیات" کے موضوع پر انگریزی زبان میں انسانی تخلیق کے مقصد اور انسانی اخلاق، کیریکٹر سے خدائی صفات کے اظہار اور تقویٰ اختیار کرنے اور چھوٹی چھوٹی نیکیوں میں ہمیشہ سبقت لے جانے کے امور پر پون گھنٹہ تک تقریر فرمائی۔

بعد میں اُن کی تقریر کا اُردو ترجمہ پیش کیا گیا۔ سامعین نے بڑی توجہ اور دلچسپی کے ساتھ اُن کی تقریر کو سُنا۔

(ناصر احمد صدیقی معتمد مقامی ربوہ)

مجلس خدام الاحمدیہ سوسائٹی کراچی

حُجّاج کرام کی خدمت:-

مورخہ ۸ر دسمبر بروز جمعۃ المبارک بعد نماز جمعہ مجلس خدام الاحمدیہ سوسائٹی کے ۶ خدام پر مشتمل وفد حاجی کیمپ کراچی مکرم قائد مجلس چوہدری محمد عبد الوہاب صاحب کی سرکردگی میں گیا۔ وہاں جاکر جملہ خدام مجلس نے عازمینِ حج حضرات سے ملاقاتیں کیں۔ اُن سے اُن کی خیروعافیت معلوم کی اور جذبۂ انسانی ہمدردی کے تحت وہاں موجود نحیف اور کمزور مرد اور کمزور و ناتواں عورتوں کو ہر قسم کی مدد کی پیشکش کی۔ لہذا مندرجہ ذیل کاموں کی طرف ان ضرورت مند بوڑھے مرد اور ناخواندہ بوڑھی عورتوں کی مدد کی۔

۱۔ سامان اُٹھا کر اُن کی جائے قیام پر پہنچایا۔

۲۔ غریب اور بے سہارا لوگوں کو ضروریاتِ زندگی مثلاً رسیاں، پانی پینے کے برتن، زادِ سفر کے لئے چنے، دوائیں، چولہے، کپڑے کے تھیلے وغیرہ وغیرہ خرید کر دیئے جس پر خدام نے اپنی جیب سے تقریباً ۴۲ روپیہ کا صرف کیا۔ یہ اشیاء صرف اُن ناتواں اور غریب لوگوں کو ہی مہیا کی گئیں جو واقعی حقدار معلوم ہوتے تھے۔

۳۔ ضرورت مند لوگوں کو حاجی کیمپ سے شہر لاکر اُن کی ضرورت کے مطابق اشیاء خوردنی بھی خرید کروائی گئیں۔

۴۔ چند لوگوں کی رہائش کا بندوبست حاجی کیمپ میں ہی کروا دیا۔

(۵) ۱۶ آدمیوں کو مختلف بنکوں سے فارن ایکسچینج نے کر دینے میں مدد کی گئی تاکہ سادہ لوح لوگ ہر قسم کے فریب سے محفوظ رہ سکیں۔

(۶) ۷ آدمیوں کو سمندری جہاز پر اپنے عزیزوں کو چھوڑنے تک کے لئے خصوصی پاس لے کر دیئے گئے۔

(۷) ۱۸ افراد کو P.I.A سے سیٹیں اُن کی خواہش کے مطابق بُک کروا کر دیں۔

سب لوگوں کو یہ بھی بتایا گیا کہ یہ وفد کے ممبران مجلس خدام الاحمدیہ کے خادم ہیں جو کہ جماعت احمدیہ کی ایک ذیلی تنظیم ہے اور اس کے بانی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی ؑ ہیں جو وقت کے مسیح اور مہدی ہیں۔ الحمد للہ سب لوگوں نے اچھا تاثر لیا اور جماعت کے جذبہ کو سراہا۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک

(معتمد مجلس خدام الاحمدیہ سوسائٹی کراچی)

مجلس خدام الاحمدیہ لائل پور

خدمتِ خلق :-

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے حسب معمول مجلس خدام الاحمدیہ لائلپور شہر نے اس بار بھی اپنے جلسہ سالانہ منعقدہ دسمبر ۱۹۷۲ء کو اڈہ لاریاں اور ریلوے اسٹیشن پر خدمتِ خلق کی ڈیوٹی سرانجام دی۔

اڈہ لاریاں پر ایک شامیانہ لگا کر دفتر استقبال والوداع قائم کیا گیا تھا اور اسے جھنڈیوں اور رنگین بلبوں سے سجایا گیا تھا۔ سامنے کی طرف موزوں قطعات لگائے گئے تھے۔

یہ دفتر ۲۴ دسمبر کو صبح دس بجے لگایا گیا اور ۲۵ دسمبر رات ۹ بجے تک قائم رہا۔ خدام نے "خدمتِ خلق" کے بیج لگائے ہوئے تھے اور وہ تانگوں اور باہر سے آنیوالی بسوں سے ربوہ کے مہمانوں کا سامان اُٹھا اُٹھا کر دفتر کے قریب لاتے رہے۔ مستورات اور بچوں کو شامیانہ کے اندر باپردہ جگہ پر بٹھایا گیا اور بس کے آجانے پر ان کا سامان بس کی چھت پر خود رکھ کر انہیں سوار کرایا جاتا رہا۔ پہلے روز ۴۲ خدام اور ۴ اطفال نے ڈیوٹی دی اور دوسرے روز ۲۲ خدام اور ۲ اطفال نے۔ خدام کی ڈیوٹی اس طریق سے لگائی گئی تھی کہ کسی ایک وقت میں خدام کی تعداد زیادہ سے زیادہ ۱۲ رہی۔

یہ خدا تعالیٰ کا خاص احسان ہے کہ اُس نے اس طریق سے ایک موقع پیدا کیا کہ ہم غیر از جماعت احباب کے سامنے اپنا نمونہ پیش کر سکیں اور تبلیغ کر سکیں جو کسی دوسرے طریق سے موجودہ حالات میں ناممکن ہے۔ چنانچہ دونوں روز مسلسل لاؤڈ سپیکر سے تلاوت کلام پاک، حضرت المصلح الموعود رضؓ کا منظوم کلام، تبلیغی فقرات، اعلانات جلسہ سالانہ اور احتیاط برائے مہمانان دوران سفر نشر کئے جاتے رہے۔ غرضیکہ جلسہ سالانہ کا سماں پیدا کر دیا گیا تھا۔ غیر از جماعت دوست نہایت شوق سے دفتر کے نزدیک آکر وہ تمام تبلیغی بینر پڑھتے رہے اور سُنتے رہے اور جلسہ سالانہ کے متعلق مزید معلومات حاصل کرتے رہے۔ شانِ رسول کریم ؐ کے متعلق جو بینر تھے اُن سے وہ لوگ خاص طور پر متاثر ہوئے۔

ریلوے سٹیشن لائلپور پر ۵ خدام نے صبح ۸ بجے سے شام ۵ بجے تک ڈیوٹی دی۔ شاہین ایکسپریس کے مسافروں کا سامان خود اتار کر پلیٹ فارم سے باہر لائے اور اڈہ سے خالی بسیں وہاں منگوا کر انہیں بحفاظت سوار کرایا۔ جناب ایکسپریس کے ساتھ زائد بوگی برائے ربوہ لگوائی گئی۔ بچوں کے لئے دودھ مہیا کر کے دیا گیا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری مساعی کو نوازے۔ مکرم قائد صاحب مجلس خود تشریف لا کر تمام انتظامات کی نگرانی فرماتے رہے۔ ان تمام انتظامات پر مجلس کے ۵۰/-۲ روپے خرچ آئے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ جن خدام نے خدمتِ خلق کی اس ڈیوٹی میں ہاتھ بٹایا اُن پر اپنے فضلوں کی بارش کرے اور اُن کا حامی و ناصر ہو۔ نیز ہمیں آئندہ کے لئے اس سے بھی بڑھ کر مہمانوں کی خدمت کرنے کا موقع میسر آئے۔ آمین

(محمد یونس بھٹی ناظم اشاعت مجلس خدام الاحمدیہ لائلپور شہر)

ماہانہ اجلاس عام :-

مجلس خدام الاحمدیہ لائلپور شہر کا ماہانہ اجلاس عام مورخہ ۱۵ دسمبر ۱۹۷۳ء کو بعد نماز جمعۃ المبارک مسجد فضل میں ہوا جس کی صدارت مکرم و محترم مولانا عبدالباسط صاحب مہتمم اصلاح و ارشاد سابق مبلغ تنزانیہ نے فرمائی۔ اس اجلاس کے پروگرام میں مکرم شیخ گلزار احمد صاحب، مکرم ملک مبشر احمد صاحب، مکرم رانا محمد عثمان خان صاحب، مکرم قائد صاحب مجلس، مکرم میاں مبارک احمد صاحب قائد ضلع اور مکرم سید عبدالماجد صاحب نے حصہ لیا۔ اس کے بعد مکرم مولانا عبدالباسط صاحب نے سورۃ بقرہ کی ابتدائی آیات کی تفسیر بیان فرمائی۔ آپ نے قرآن کریم کے فضائل بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ تمام قسم کی مشکلات کا حل صرف قرآن کریم ہے۔ موجودہ دور میں اطمینانِ قلب اور خوشی حاصل کرنے کا واحد ذریعہ قرآن کریم ہی ہے۔ آپ نے تمام خدام کو قرآن کریم کا بغور مطالعہ کرنے کی تاکید فرمائی۔ آخر میں دعا کے ساتھ اجلاس برخاست ہوا۔

(داؤد احمد شاکر معتمد مجلس خدام الاحمدیہ لائلپور)

مجلس خدام الاحمدیہ خوشاب

یوم خدمت خلق :-

ایک گاؤں جس کی آبادی تقریباً ۵۰۰ افراد پر مشتمل ہے میں ملیریا کی وبا پھوٹی۔ بعض گھرانوں کے تو سارے کے سارے افراد اس مرض کی لپیٹ میں آ گئے۔ قائد صاحب مجلس خدام الاحمدیہ خوشاب نے مجلس عاملہ کا ایک ہنگامی اجلاس طلب کر کے یہ فیصلہ کیا کہ ایک وفد دوائیاں لیکر فوری طور پر وہاں پہنچے چنانچہ دوسرے دن مورخہ $\frac{11}{2}$ ۲۶ کو سات خدام پر مشتمل ایک وفد ادویہ لیکر صبح $\frac{1}{2}$ ۱۰ بجے سائیکلوں پر مذکورہ گاؤں پہنچا۔ روانگی سے قبل ایک خط حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں اور ایک خط صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کو بغرض دعا لکھا۔

ہمارے وفد کا گاؤں والوں نے پُرتپاک خیر مقدم کیا اور ہماری آمد کو فرشتوں کے نزول سے تعبیر کیا۔ ہمارے خدام بھائیوں نے تمام ادویہ مریضوں میں تقسیم کر دیں۔ مگر ابھی کافی حصہ بیمار افراد کا باقی رہ گیا۔ انہوں نے ہمیں پھر آنے کی دعوت دی۔ چنانچہ خدام نے دوسرے دن جا کر باقیماندہ مریضوں میں بھی دوائی تقسیم کی۔ دوسرے دن

یہ سُن کر ہماری حیرانی کی کوئی حد نہ رہی جب ہمیں بتایا گیا کہ آپ کی دوائی نے مسیحائی کا کام کیا ہے۔

بعض افراد جو اڑھائی اڑھائی ماہ سے بیمار تھے ایک ہی خوراک سے صحتیاب ہو گئے اور بعض (ان بیماروں میں سے) اپنے اپنے زمینداری کے کاموں میں مصروف تھے۔

دراصل یہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل اور حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ یہ اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ دعا کے بغیر کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ ورنہ ان لوگوں نے ہمیں بتایا تھا کہ "ہم میں سے بعض افراد نے کونین کی کئی کئی گولیاں اور ٹیکے استعمال کئے تھے مگر آرام نہیں آیا اور آپ کی ایک دو گولیوں سے کافی افاقہ ہے۔"

پھر مجلس خوشاب نے فیصلہ کیا کہ ہفتہ میں کم از کم ایک بار وہاں جا کر اس گاؤں کا جائزہ لیا جائے۔

چنانچہ اس سلسلہ میں مورخہ ۳/۱۲/۷۲ کو خدام کا ایک وفد بائیسکلوں کے ذریعے پھر وہاں پہنچا۔ بفضل تعالےٰ کافی مریض صحت یاب پائے گئے۔ اس وفد نے اپنے سائیکلوں کو ایک غیر احمدی دوست کے مکان پر رکھا اور وہاں کے چوکیدار کو بلوا کر یہ ہدایت کی کہ جو بھی گاؤں میں بیمار ہے وہ انہیں اطلاع کر دے کہ وہ آ کر بلاقیمت دوا لے لیں۔ چوکیدار کے علاوہ دو اور آدمیوں نے بھی لوگوں کو زور زور سے آوازیں دے کر پکارا۔ دیکھتے ہی دیکھتے اس جگہ پر سب مریضوں کا اجتماع ہو گیا جنہیں مناسب ادویہ دی گئیں۔

(صالح محمد معتمد مجلس خدام الاحمدیہ خوشاب)

مجلس خدام الاحمدیہ خان پور

اجتماعی وقار عمل:۔

مورخہ ۲۲/۴/۷۲ کو مجلس خدام الاحمدیہ خانپور کے زیر اہتمام ایک اجتماعی وقار عمل منایا گیا۔ پانچ بجے وقار عمل شروع ہوا۔ احمدیہ مسجد خانپور کے پلاٹ میں صفائی کی گئی۔ کچی اور پکی اینٹوں کے ڈھیر الگ الگ بنائے گئے۔ پھر کوڑا کرکٹ اور بیکار مٹی باہر پھینکی گئی۔ آخر میں اجتماعی دعا کرائی گئی۔ (قریشی غلام حیدر ارشد قائد مجلس خان پور)

حضرت مرزا عزیز احمد رضی اللہ عنہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے، حضرت مرزا سلطان احمد رضؓ کے گرامی قدر فرزند حضرت مرزا عزیز احمد رضؓ بیاسی سال کی قابلِ رشک زندگی گزار کر ۲۵ر جنوری ۱۹۷۳ء کی شب مولائے حقیقی سے جا ملے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

حضرت میاں صاحب ۱۸۹۰ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم قادیان میں حاصل کرنے کے بعد علیگڑھ میں تعلیم مکمل کی اور پھر معزز سرکاری عہدوں پر فائز رہے۔ ۱۹۴۵ء میں ریٹائر ہونے کے بعد آپ نے اپنی زندگی دین کی خدمت کیلئے وقف کی اور جماعت کی نہایت گرانقدر خدمات سرانجام دیتے رہے۔

حضرت میاں صاحب کی پیدائش سے قبل حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خواب میں دیکھا کہ:-

"ایک لڑکا جس کا نام عزیز ہے اور اسکے باپ کے نام کے سر پر سلطان کا لفظ ہے وہ لڑکا پکڑ کر میرے پاس لایا گیا اور میرے سامنے بٹھایا گیا۔ میں نے دیکھا کہ وہ ایک پتلا سا لڑکا گورے رنگ کا ہے۔"

اس بشارت کے مطابق خدائے عزیز نے حضرت میاں صاحب رضؓ کو یہ توفیق عطا فرمائی کہ جس طرح خواب میں آپؓ کا ذکر آپ کے والد بزرگوار سے پہلے ہے ٹھیک اسی طرح آپ نے پہلے بیعت کی اور سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حرم اول کے رشتہ دار مخالفانہ کردار ادا کر رہے تھے۔ اور اس طرح آپ اور آپ کی اولاد "ابنائے فارس" کے اس مبشر زمرہ میں شامل ہو گئے جو اسلام کی نشاۃِ ثانیہ میں بنیادی کردار ادا کر رہے ہیں۔

حضرت میاں صاحب رضؓ کی زندہ دلی، خوش مزاجی اور حاضر جوابی ہر اس شخص میں جسے آپ سے ملنے کا موقعہ ملتا جینے کی امنگ اور کام کرنے کا جذبہ اور ترقی کرنے کی لگن و عزم پیدا کرتی۔ عبادات میں آپ کا غیر معمولی انہماک، دعاؤں میں شغف اور نماز باجماعت کی باقاعدگی ہر دیکھنے والے کو متاثر کرتی تھی۔ دائمی مرکز احمدیت قادیان کی یاد آپ کی زندگی کا حصہ تھی آپ قادیان کے پرانے باشندوں اور درویشانِ کرام سے بڑے قلبی لگاؤ اور عقیدت سے قادیان واپس جانے کے خلوص و عزم کا ذکر فرماتے۔

آپکے دونوں فرزند جماعت کی گرانقدر خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ آپکے فرزند اکبر مکرم مرزا خورشید احمد صاحب جو تعلیم الاسلام کالج میں لیکچرار ہیں پچھلے سال تک جبکہ آپ انصار اللہ میں شامل ہو گئے مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے نائب صدر رہے۔ آپکے دوسرے فرزند مکرم مرزا غلام احمد صاحب ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز بھی مجلس مرکزیہ کے نائب صدر کے طور پر نوجوانانِ احمدیت کی رہنمائی و بہتری کی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

حضرت میاں صاحب رضؓ کی زندگی نوجوانوں کے لئے پیہم و مسلسل عمل اور فرائض کی ہمہ تن ادائیگی کی روشن مثال تھی۔ اللہ تعالےٰ ہمیں ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین *

شائقین گھوڑ دوڑ کے مقابلوں سے محفوظ ہو رہے ھیں
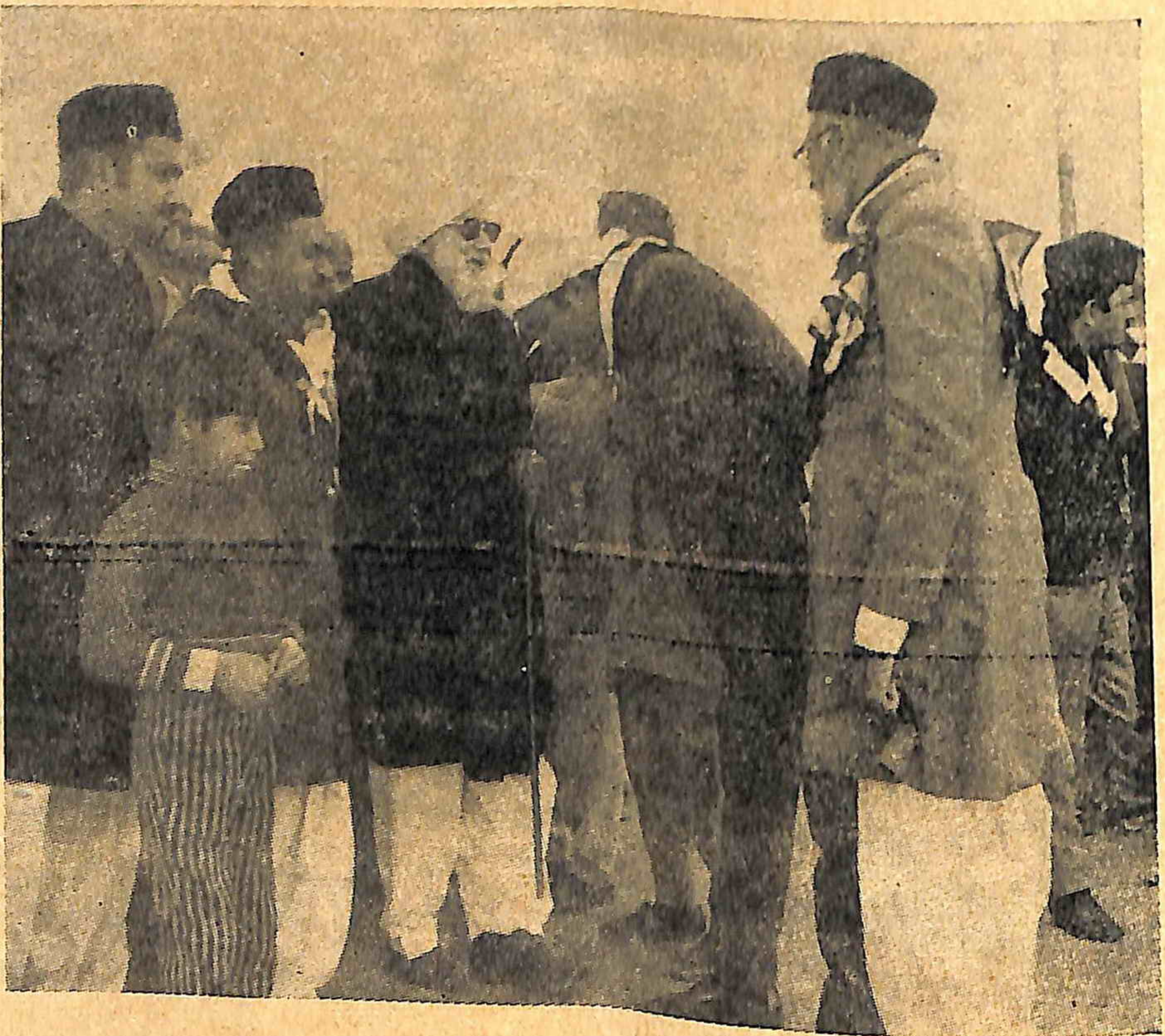
حضور ایدہ اللہ تعالی بنصرہ العزیز نے گھوڑ سواروں کو شرف مصافحہ بخشا

Monthly **KHALID** *Rabwah*

TABLIGH 1352 H.S. —— FEBRUARY 1973 —— REGD. No. L 5630

Editor : ABDUL BASIT SHAHID
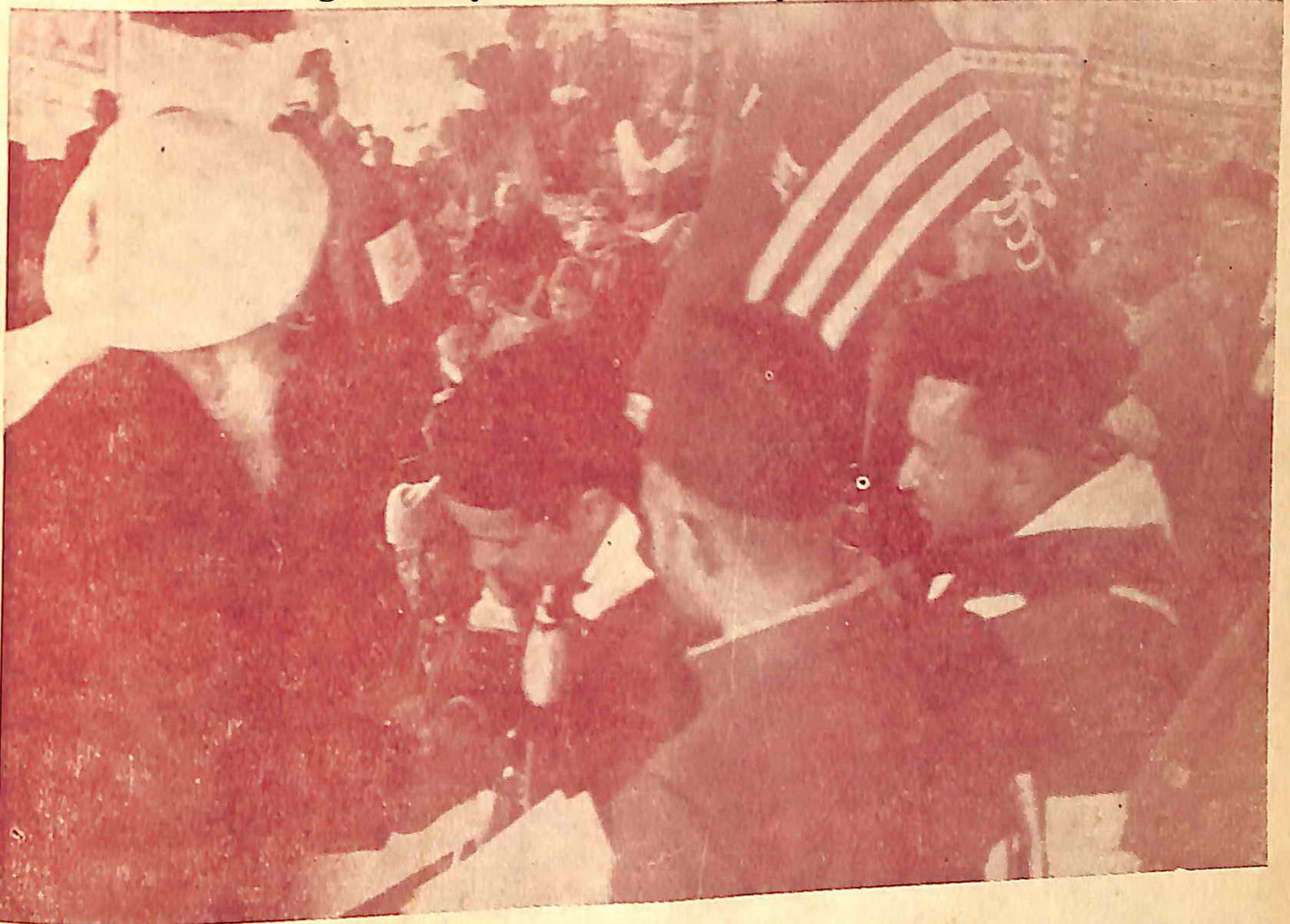
حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے مجالس ہائے خدام الاحمدیہ میں کارکردگی کے لحاظ سے اول آنیوالی مجلس ماڈل ٹاؤن لاہور کے قائد مکرم مبشر احمد صاحب دہلوی کو جلسہ سالانہ ۱۹۷۲،۱۳۵۱ کے دوسرے روز اپنے دست مبارک سے علم انعامی عطا فرمایا
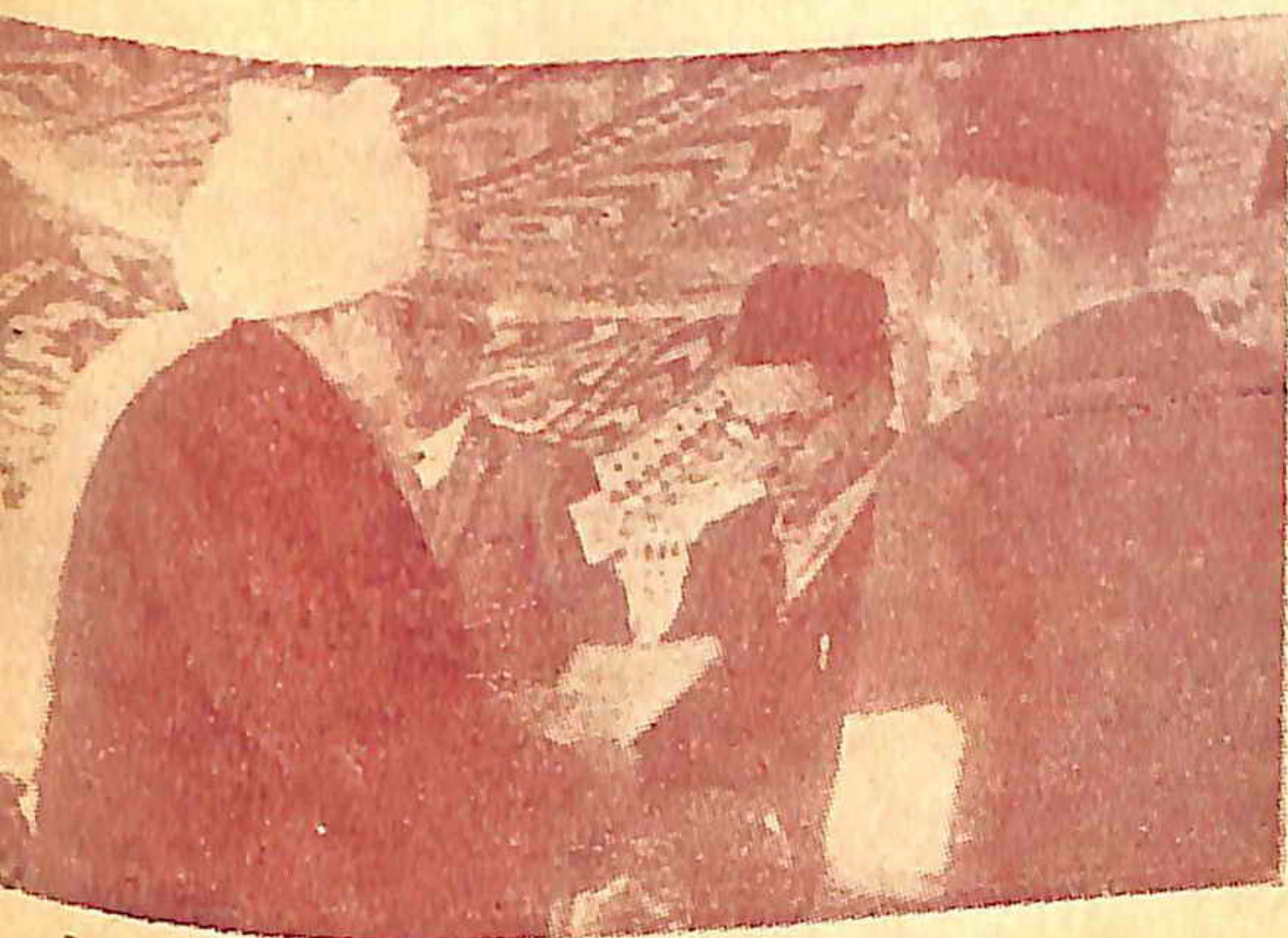
مجلس خدام الاحمدیہ لائلپور شہر سال ۱۳۵۰-۵۱ ۱۹۷۱-۷۲ میں کارکردگی کے لحاظ سے سوم قرار دی گئی - مکرم سعید احمد صاحب ناصر قائد لائلپور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ سے سند خوشنودی حاصل کر رہے ہیں -

Nusrat Art Press, Rabwah.